ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور
17
www.tanzeem.org
7 تا 13 شعبان المعظم 1439ھ / 24 تا 30 اپریل 2018ء

اس شمارے میں

صبر وہ جو طاقتور کرے!

حکمت و دانائی کیا ہے؟

مطالعۂ کلامِ اقبال (67)

مسلم ممالک کے بگڑتے حالات: اصل وجہ کیا ہے؟

سیکولرز ولبرلز کا اصل چہرہ اور ان کا ایجنڈا

جن کو اپنی خبر نہیں ہوتی

ہمیں کون سا مستقبل سنوارنا ہے؟

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

فہم قرآن اور معرکۂ اسلام و جاہلیت

فہم قرآن کی ساری تدبیروں کے باوجود آدمی قرآن کی روح سے پوری طرح آشنا نہیں ہونے پاتا جب تک کہ عملاً وہ کام نہ کرے جس کے لیے قرآن آیا ہے۔ یہ محض نظریات اور خیالات کی کتاب نہیں ہے کہ آپ آرام سے کرسی پر بیٹھ کر اسے پڑھیں اور اس کی ساری باتیں سمجھ جائیں۔ یہ دنیا کے عام تصورِ مذہب کے مطابق ایک زری مذہبی کتاب بھی نہیں ہے کہ مدرسے اور خانقاہ میں اس کے سارے رموز حل کر لیے جائیں۔ یہ ایک دعوت اور تحریک کی کتاب ہے۔ اس نے آتے ہی ایک خاموش طبع اور نیک نہاد انسان کو گوشۂ عزلت سے نکال کر خدا سے پھری ہوئی دنیا کے مقابلے میں لا کھڑا کیا۔ باطل کے خلاف اس سے آواز اُٹھوائی اور وقت کے علمبرداران کفر وفسق وضلالت سے اس کو لڑا دیا......اب بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ سرے سے نزاعِ کفر و دین اور معرکۂ اسلام و جاہلیت کے میدان میں قدم ہی نہ رکھیں اور اس کشمکش کی کسی منزل سے گزرنے کا آپ کو اتفاق ہی نہ ہوا ہو اور پھر محض قرآن کے الفاظ پڑھ پڑھ کر اس کی ساری حقیقتیں آپ کے سامنے بے نقاب ہو جائیں۔ اسے تو پوری طرح آپ اُسی وقت سمجھ سکتے ہیں جب اسے لے کر اُٹھیں اور دعوت الی اللہ کا کام شروع کریں اور جس جس طرح یہ کتاب ہدایت دیتی جائے اُس طرح قدم اُٹھاتے چلے جائیں۔ تب وہ سارے تجربات آپ کو پیش آئیں گے جو نزولِ قرآن کے وقت پیش آئے تھے۔ مکے اور حبش اور طائف کی منزلیں بھی آپ دیکھیں گے اور بدر و احد سے لے کر حنین اور تبوک تک کے مراحل بھی آپ کے سامنے آئیں گے۔ ابو جہل اور ابولہب سے بھی آپ کو واسطہ پڑے گا، منافقین اور یہود بھی آپ کو ملیں گے، اور سابقین اولین سے لے کر مؤلفۃ القلوب تک سبھی طرح کے انسانی نمونے آپ دیکھ بھی لیں گے اور برت بھی لیں گے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ

بنی اسرائیل کی آزادی کی ابتدا

سُورۃُ طٰہٰ | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 77 تا 79

وَلَقَدۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی ۬ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡ فَاضۡرِبۡ لَہُمۡ طَرِیۡقًا فِی الۡبَحۡرِ یَبَسًا ۙ لَّا تَخٰفُ دَرَکًا وَّ لَا تَخۡشٰی ﴿۷۷﴾ فَاَتۡبَعَہُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِہٖ فَغَشِیَہُمۡ مِّنَ الۡیَمِّ مَا غَشِیَہُمۡ ﴿ؕ۷۸﴾ وَ اَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَہٗ وَ مَا ہَدٰی ﴿۷۹﴾

آیت ۷۷ ﴿وَلَقَدۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسٰۤی ۙ اَنۡ اَسۡرِ بِعِبَادِیۡ﴾ ’’اور ہم نے موسیٰ کو وحی کر دی تھی کہ میرے بندوں کو لے کر راتوں رات نکل جاؤ‘‘

ان کے مصر سے نکلنے کے لیے ایک رات کا مخصوص وقت طے کر دیا گیا تھا کہ اس رات جب قبطی لوگ اپنے اپنے گھروں میں نیند کے مزے لے رہے ہوں تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تمام اسرائیلیوں کو لے کر چپکے سے صحرائے سینا کی طرف نکل کھڑے ہوں۔

﴿فَاضۡرِبۡ لَہُمۡ طَرِیۡقًا فِی الۡبَحۡرِ یَبَسًا ۙ﴾ ’’پس ان کے لیے سمندر کے اندر ایک خشک راستہ بنا لو‘‘

﴿لَّا تَخٰفُ دَرَکًا وَّ لَا تَخۡشٰی ﴿۷۷﴾﴾ ’’(اس کیفیت میں کہ) نہ پکڑے جانے کا خوف ہو اور نہ (ڈوبنے کا) کوئی اندیشہ۔‘‘

آیت ۷۸ ﴿فَاَتۡبَعَہُمۡ فِرۡعَوۡنُ بِجُنُوۡدِہٖ فَغَشِیَہُمۡ مِّنَ الۡیَمِّ مَا غَشِیَہُمۡ ﴿۷۸﴾﴾ ’’تو فرعون نے ان کا تعاقب کیا اپنے لشکروں کے ساتھ‘ تو ڈھانپ لیا انہیں سمندر میں سے جس چیز نے بھی ڈھانپ لیا۔‘‘

اس کی تفصیل قرآن میں دوسرے مقامات پر موجود ہے‘ یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے سمندر پر عصا مارا۔ اس سے سمندر پھٹ گیا‘ دونوں طرف کا پانی بڑی بڑی چٹانوں کی طرح [کَالطَّوۡدِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۶۳﴾ (الشعراء)] کھڑا ہو گیا اور درمیان میں خشک راستہ بن گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس راستے سے اپنی قوم کو لے کر نکل گئے۔ لیکن جب فرعون اپنے لشکروں سمیت اس میں داخل ہوا تو دونوں طرف کا پانی مل گیا اور اس طرح سے وہ سب کے سب غرق ہو گئے۔

آیت ۷۹ ﴿وَ اَضَلَّ فِرۡعَوۡنُ قَوۡمَہٗ وَ مَا ہَدٰی ﴿۷۹﴾﴾ ’’اور فرعون نے اپنی قوم کو گمراہ کیا اور ہدایت نہ دی۔‘‘

یعنی فرعون کا جو حال دنیا میں ہوا وہی آخرت میں ہوگا۔ یہاں وہ سمندر میں ڈوبا تھا اور وہاں جہنم میں گرے گا۔

فرمان نبویؐ

خوش نصیب کون؟

عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ فَضَالَۃَ بْنِ عُبَیْدٍ الْاَنْصَارِیِّ رضی اللہ عنہ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوْلُ: ((طُوْبٰی لِمَنْ ھُدِیَ اِلَی الْاِسْلَامِ وَکَانَ عَیْشُہٗ کَفَافًا وَقَنَعَ)) (رواہ الترمذی)

حضرت ابو محمد فضالۃ بن عبید انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ’’خوش نصیب ہے وہ جسے اسلام کی توفیق ملی اور اُسے بقدرِ ضرورت زندگی کا سامان حاصل ہے اور وہ اس پر مطمئن ہے۔‘‘

تشریح: کسی انسان کی سب سے بڑی خوش نصیبی اس کا مسلمان ہونا اور نعمتِ اسلام سے بہرہ ور ہونا ہے کہ اس نعمت کے ساتھ دنیا اور آخرت کی کامیابیاں وابستہ ہیں۔ اس کے ذریعہ وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پہچانتا ہے...... اُسے حق اور باطل، خیر اور شر، حلال اور حرام، نیکی اور بدی میں تمیز پیدا ہوتی ہے اور پھر راہ صداقت پر چل کر کامیابی کی منزل پر پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اپنے بندوں پر ان گنت انعامات میں سے یہ سب سے بڑا انعام ہے۔ دوسری چیز اِس قدر روزی حاصل ہونا چاہیے، جو اُسے کفایت کرے، اور تیسری خوش نصیبی کی علامت یہ ہے کہ آدمی اللہ کے دیئے ہوئے رزق پر قناعت کرے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

صبر وہ جو طاقتور کرے!

افواجِ پاکستان کے لیے بدترین وقت 1971ء کا وہ سانحہ تھا جب ایک فوجی حکمران کے عہد میں پاکستان شکست وریخت سے دوچار ہوا۔ فوجی سطح پر یہ کوئی معمولی شکست نہیں تھی بلکہ کسی فوج کو جو بدترین انداز میں شکست ہوسکتی ہے وہ ہوئی' یعنی دشمن کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے۔ اور وہ بھی اپنے اُس ازلی اور پیدائشی دشمن کے سامنے جس پر برصغیر کے مسلمانان نے سینکڑوں سال حکومت کی تھی۔ پاکستان کو 1971ء کے بعد بھی بعض صدمات برداشت کرنا پڑے، ایسے مواقع پر سیاسی لیڈروں نے اپنے جوشِ خطابت میں اور لکھاریوں نے اپنی تحریر کو مزین کرنے کے لیے لکھا کہ یہ صدمہ یا سانحہ کسی طرح 1971ء کے سانحہ سے کم نہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ 1971ء سے بدتر سانحہ کا وقوع پذیر ہونا شاید ممکن ہی نہیں، ایک ملک دو ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ ہمیں اُس ہندو کے سامنے ہتھیار ڈالنے پڑے جسے ہم ہمیشہ بزدلی کا طعنہ دیتے رہے۔ طنزیہ قہقہوں میں یہ نغمہ بکھیرا جاتا تھا ''جنگ کھیڈ نہیں ہوندی زنانیاں دی'' (یعنی جنگ کرنا عورتوں کے بس کی بات نہیں) افواجِ پاکستان کو اُس کے بعد جو شرمندگی اٹھانا پڑی۔ وہ کمانڈو مشرف کا دور تھا جب اُس نے نائن الیون کے بعد امریکہ کے آگے مکمل سرنڈر کر دیا۔ مشرف نے افغانستان پر امریکہ کی مسلط کردہ جنگ میں اپنے مسلمان بھائیوں کا ساتھ دینے کی بجائے اسلام دشمن امریکہ کا ساتھ دیا اور نعرہ یہ لگایا ''سب سے پہلے پاکستان'' مشرف اس جنگ میں غیر جانبداری کا ثبوت بھی دیتا تو شاید یہ نوبت نہ آتی کہ فوجیوں کو کہنا پڑتا کہ وہ سول آبادیوں میں وردی پہن کر نہ جائیں۔ ایک طرف عوام اور فوج میں خلیج پیدا ہوگئی اور دوسری طرف ہم نے پاکستان سے انتہائی مخلص قبائلیوں کو اپنا دشمن بنا لیا۔ دہشت گردی کے خلاف کارروائیاں کرتے ہوئے عام اور معصوم شہریوں کے جان ومال کو زبردست اور ناقابلِ تلافی نقصان پہنچایا۔

پھر لوگوں کے لاپتہ ہونے کا سلسلہ شروع ہوا جس نے ملک میں شدید اضطراب پیدا کر دیا۔ اس طرح کی زیادتیوں کا ردِعمل سامنے آیا۔ امریکہ اور بھارت جیسے دشمنوں نے حالات سے بھرپور فائدہ اٹھانا شروع کیا اور ملک بھر میں دھماکوں کا سلسلہ شروع ہوگیا جس سے معصوم اور بے گناہ شہری مرنا شروع ہوگئے۔ فوج نے اس دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے بے مثل قربانیاں دیں، ہزاروں فوجی شہید ہوگئے۔ گندم کے ساتھ گھن پس جانا سمجھ آنے والی بات ہے۔ دہشت گردوں کے خلاف کارروائیوں میں بہت سے معصوم لوگ خاص طور پر ملک کے شمال مغربی حصے میں بُری طرح متاثر ہوئے۔ بہت سے لوگوں کو جان ومال کا شدید نقصان پہنچا۔ لیکن اب بلوچستان کے سوا دوسرے تین صوبوں میں امن وامان کی صورتِ حال تقریباً نارمل ہوگئی ہے اور یہ بات بھی آسانی سے کہی جاسکتی ہے کہ کراچی ہاتھ سے نکل چکا تھا لیکن فوج نے ٹارگٹڈ آپریشن کر کے ملک دشمنوں کو عبرتناک شکست دی اور وہ اب اپنے زخم چاٹ رہے ہیں۔

ہفت روزہ لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

7 تا 13 شعبان المعظم 1439ھ جلد 27
24 تا 30 اپریل 2018ء شمارہ 17

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس' ریلوے روڈ' لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 12 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 450 روپے
بیرونِ پاکستان
انڈیا ---------------------- (2000 روپے)
یورپ' ایشیا' افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ' کینیڈا' آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ' منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہمارا فوج کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ وہ ماضی کی غلطیوں سے سبق سیکھے باجوہ ڈاکٹرائن سے امید بندھی ہے کہ فوج اپنے طریقہ کار میں بنیادی تبدیلی لائے گی۔ منظور پشتین کی تحریک سے بڑی دانشمندی سے ڈیل کرنا ہوگا۔ اُسے کسی صورت مشتعل نہ کیا جائے۔ اشتعال دلائے جانے پر بھی صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا جائے۔ اس تحریک کی صف اوّل میں تو وہ لوگ ہیں جن کے عزیز واقارب کو اٹھالیا گیا ہے۔ اُن کا مسئلہ حل کیا جائے۔ وہ دکھی ہیں اُن کے زخموں پر مرہم رکھنے کی ضرورت ہے۔ البتہ ان خبروں پر کہ بہت سے افغان مہاجرین اس تحریک میں شامل ہوگئے ہیں، اُن پر بڑی کڑی نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ امریکہ اور بھارت اُس تحریک کی پشت پناہی کریں گے تاکہ پاکستان میں فساد اور انتشار پیدا ہوسکے۔ اس لیے منظور پشتین کو بھی بڑی احتیاط سے کام لینا ہوگا۔ کہیں ان کی تحریک کو ملک دشمن عناصر اغوا نہ کرلیں۔ اس تحریک نے جو نعرے دیے ہیں وہ یقیناً قابل اعتراض ہیں اور ملک سے دشمنی کی چغلی کھا رہے ہیں لیکن ان کے اکثر مطالبات بہت جائز ہیں، انہیں ایڈریس کیا جانا چاہیے۔ ماضی کی طرح کسی قسم کی طاقت اور اندھا دھند طاقت کا مظاہرہ نہ کیا جائے۔

البتہ اس حقیقت کو بھی سمجھنے کی کوشش کرنا ہوگی کہ بعض عناصر یہ سمجھتے ہیں اور یقیناً صحیح سمجھتے ہیں کہ پاکستان پر اُس وقت تک آخری اور کاری ضرب نہیں لگائی جاسکتی جب تک فوج کا ادارہ مضبوط ہے اور اس نے ملک کو سنبھالا ہوا ہے۔ لہٰذا سوچے سمجھے منصوبے کے تحت فوج کے خلاف باقاعدہ ایک مہم چلائی جارہی ہے تاکہ پاکستان سافٹ ٹارگٹ ثابت ہو۔ کون نہیں جانتا کہ تمام سول ادارے تباہ وبرباد ہوچکے ہیں اور ان میں زندگی کی کوئی رمق باقی نہیں رہی۔ لہٰذا ایک محبّ وطن پاکستانی کو دومحاذوں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک طرف فوج جیسے طاقتور ادارے کی اصلاح کے لیے زبان اور قلم کا استعمال کرے اور بلاخوف کرے۔ اسے بتایا جائے کہ اپنوں کو صرف محبت اور پیار سے جیتا جاسکتا ہے۔ صرف اس طرح پائیدار امن کا قیام ممکن ہے۔ تلوار اور طاقت وقتی اور ظاہری امن پیدا کردیتی ہے لیکن پھر ایک وقت آتا ہے کہ جذبات عقل پر حاوی ہوجاتے ہیں اور بالآخر لاوا پھٹ پڑتا ہے۔ جس کے آگے پھر کوئی طاقت بند نہیں باندھ سکتی اور سب کچھ غارت ہوجاتا ہے۔ فوج کے لیے ہمارا پیغام یہ ہے کہ صبر وہ جو طاقتور کرے۔

دوسری جانب فریق ثانی کو بھی سوچنا چاہیے کہ یہ فوج اس معاشرے سے نکلی ہے جو گل سڑ چکا ہے اور اس سے سڑاند اٹھ رہی ہے۔ جس معاشرے میں دوائیوں میں ملاوٹ کرکے انسانی زندگیوں سے کھیلا جارہا ہو، جس معاشرے میں حق اور سچ ناپید ہوچکا ہو اور جھوٹ چھا چکا ہو، جس ملک کے بڑے اسمبلیوں میں بک رہے ہوں اور اسمبلیاں گھوڑوں کا اصطبل بن چکی ہوں، جس ملک میں رشوت کے بغیر جائز کام بھی کروا لینے کا تصور ختم ہوچکا ہو، جس مسلمان معاشرے میں مذہبی طبقہ فتویٰ فروشی کو جرم نہ سمجھتا ہو اور جہاں منافقت تحسین وداد وصول کررہی ہو۔ جہاں روپے پیسے کی خاطر ملک، قوم، دین ومذہب سب کچھ برائے فروخت ہو اور چندٹکوں کی خاطر انسان انسان کا خون بہا رہا ہو اُس ملک کے طاقتورترین طبقے یعنی فوج سے جو اسی گلے سڑے معاشرے میں جنم لیتی ہے، آپ یہ توقع کریں کہ وہ انصاف پسندی کا مظاہرہ کرے گی۔ وہ طاقت کا غلط استعمال نہیں کرے گی۔ وہ انسانوں سے انسان بن کر سلوک کرے گی۔ وہ مادیت پسند نہیں ہوگی وہ زہد اور تقویٰ اختیار کرے گی، یہ غیر منطقی بلکہ معذرت کے ساتھ احمقانہ سوچ ہے۔

لہٰذا کرنے کا اصل کام یہ ہے کہ معاشرے کی اصلاح کا بیڑہ اٹھایا جائے اور کمزور سے لے کر طاقتور تک یعنی ہر سطح پر ظلم اور ناانصافی کا خاتمہ کیا جائے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کیا معاشرے کی اصلاح اور خصوصاً پاکستانی معاشرے کی اصلاح اسلام کو اوڑھنا بچھونا بنائے بغیر ممکن ہے؟ آج ہمارا معاشرہ ظلم کدہ بن چکا ہے۔ ہر ایک دوسرے پر ظلم کررہا ہے۔ طاقتور تلوار سے ظلم کررہا ہے اور دوسرا فریق زبان اور قلم سے جھوٹ گھڑنے اور افتراپردازی میں لگا ہوا ہے۔ یہ سب ظلم ہے اور عدل کی ضد ہے۔ یہ ظلم صرف عدل سے ختم ہوگا اور عدل اسلام کا کیچ ورڈ ہے۔ اللہ کرے کہ ہم اس حقیقت کو سمجھ لیں کہ ہماری پناہ گاہ اسلام اور صرف اسلام ہے۔

اسلامی نظام ہی ایسا اعتدال اور توازن قائم کرے گا کہ ظلم پنپ نہیں سکے گا۔ وگرنہ وہ فساد جو بّر اور بحر میں پیدا ہوچکا ہے، اُس کے آگے بند نہیں باندھا جاسکے گا۔ ہر کوئی اپنے نقطہ نظر سے سوچے گا اور برائی صرف دوسرے میں نظر آئے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ نظریۂ پاکستان سے انحراف کا یہ منطقی نتیجہ ہے کہ ہم لسانی، نسلی، صوبائی اور مذہبی تعصب کا شکار ہوچکے ہیں اور ایک قوم بننے کی بجائے قومیتوں اور گروہوں میں بٹ چکے ہیں۔ اگر ہم نظریۂ پاکستان کو عملی تعبیر دیتے یعنی پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بناتے تو پاکستان ایک ایسی سیسہ پلائی دیوار کی مانند ہوتا جس سے وہ فسادی اور انتشار پسند اپنا سر پھوڑ کر اپنے منطقی انجام کو پہنچ جاتے جو پاکستان کو سیکولرازم اور لبرل ازم کی طرف دھکیل کر اس کی تباہی اور بربادی کا باعث بنے ہیں۔

اللہ ہمیں پاکستان کو ایک مثالی اسلامی ریاست بنانے کی توفیق دے تاکہ مسائل حل ہوں۔ مصائب دور ہوں اور ہم کسی عذاب کی بجائے انعام واکرام کے حقدار ٹھہریں۔ اللہ تعالیٰ مسلمانانِ پاکستان کا حامی وناصر ہو۔ آمین یارب العالمین!

حکمت و دانائی کیا ہے؟

(سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید حفظہ اللہ کے 13 اپریل 2018ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

مرتب: ابوابراهیم

محترم قارئین! مطالعۂ قرآن مجید کے سلسلہ میں منتخب نصاب کے درس نمبر 1 میں ہم سورۃ العصر اور درس نمبر 2 میں آیۃ البر کا مطالعہ کر چکے ہیں۔ آج ان شاء اللہ ہم درس نمبر 3 کا مطالعہ کریں گے جو سورۃ لقمان کے دوسرے رکوع پر مشتمل ہے۔ اس میں عرب کی ایک انتہائی معتبر اور معروف شخصیت حضرت لقمانؒ کی حکیمانہ وصیتوں کو خاص پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت لقمانؒ کے بارے میں مولانا مودودیؒ نے کافی تحقیق کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ نبی نہیں تھے۔ وہ حبشی النسل تھے لیکن ایک حکیم اور دانا انسان تھے۔ ان کا ایک احترام تھا کہ ان کی تعلیمات بڑی اچھی تھیں۔ اس لیے ان کے اقوال quote کیے جاتے تھے۔ لیکن وہ آنحضور ﷺ سے کافی پرانی شخصیت تھی۔ عرب کے مضافات میں ان کا وطن سعودی عرب اور مصر کے درمیان کوئی علاقہ تھا۔ انہوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے بیٹے کو جو نصیحت کی اس کے اندر وہ پورے کا پورا ہدایت نامہ موجود ہے جو انبیاء لے کر آتے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی وہ نصیحت قرآن میں بیان کر کے گویا عربوں پر اہتمام حجت کیا ہے کہ دیکھو! تم حضور ﷺ کو جھٹلا رہے ہو، ان کی تکذیب کر رہے ہو، مخالفت کر رہے ہو، تو جن کا تم احترام کرتے ہو ان کی تعلیمات بھی یہی ہیں جو حضور ﷺ لے کر آئے ہیں۔

منتخب نصاب میں سورۃ العصر کی حیثیت اساسی ہے۔ گویا ایک بیج ہے جو آیۃ البر میں کھل کر سامنے آتا ہے۔ یعنی دین کا جامع تصور جو سورۃ العصر میں انتہائی مختصر پیرائے میں بیان ہوا ہے وہ آیۃ البر میں نیکی کی حقیقت کے ذیل میں ذرا تفصیل سے کھل کر سامنے آیا ہے۔ اسی طریقے سے حضرت لقمانؒ کی وصیتوں کے اندر وہی ساری بات ایک اور انداز سے پھر سامنے آ رہی ہے۔ اگر چہ یہاں زبان ذرا مختلف ہے اس لیے کہ وہ نبی نہیں تھے لیکن حاصل وہی ہے۔ فرمایا:

﴿وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ﴾ ”اور ہم نے لقمان کو دانائی عطا کی تھی“ ﴿اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ﴾ ”کہ اللہ کا شکر ادا کرو!“ ﴿وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ﴾ ”اور جو کوئی بھی شکر کرتا ہے تو وہ شکر کرتا ہے اپنے ہی بھلے کے لیے۔“ ﴿وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ﴿۱۲﴾﴾ ”اور جو کوئی ناشکری کرتا ہے تو اللہ بے نیاز ہے اور وہ اپنی ذات میں خود محمود ہے۔“

یعنی تمہیں اعتراف ہے کہ لقمانؒ حکیم اور دانا انسان تھے تو پھر حکمت کا حاصل تو یہی ہے کہ بندہ اللہ کا شکر ادا کرے۔ کیونکہ دانائی، وزڈم، سمجھ بوجھ، فہم و فراست، یہ سب چیزیں اکٹھی ہوتی ہیں تو حکمت بنتی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو دو طرح کے انسان دنیا میں پائے جاتے ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جیسے قرآن مجید میں بیان ہوا کہ:

﴿اَفَمَنْ يَّمْشِيْ مُكِبًّا عَلٰى وَجْهِهٖٓ اَهْدٰٓى اَمَّنْ يَّمْشِيْ سَوِيًّا عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۲﴾﴾ ”تو کیا وہ شخص جو اپنے منہ کے بل گھسٹ رہا ہے زیادہ ہدایت پر ہے یا وہ جو سیدھا ہو کر چل رہا ہے ایک سیدھے راستے پر؟“ (الملک)

انسانوں کی ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے کہ جو حیوانوں کی طرح زندگی گزار رہی ہے۔ میں کون ہوں؟ کہاں سے آیا ہوں؟ کیوں پیدا کیا گیا ہوں؟ موت کے بعد بھی کچھ ہے یا نہیں ہے؟ یہ میرے اندر جو نیکی اور بدی کی تمیز ہے اس کی حقیقت کیا ہے؟ اور یہ تمیز تو اندر موجود ہے لیکن عملاً کیا ہو رہا ہے؟ جو لوگ ضمیر کے بتائے ہوئے اصولوں کو توڑتے رہتے ہیں، دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں، دوسرے کے مال پر ڈاکہ ڈالتے ہیں، ظلم کرتے ہیں وہ پھل پھول رہے ہیں۔ آخر کیوں؟ ان سب باتوں پر غور کرنے کی انہیں کوئی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ انسانوں کی عظیم اکثریت ایسی ہی ہے جو حیوانوں کی طرح محض جبلی خواہشات کے تحت زندگی گزار رہی ہے۔

کیا کہیں احباب کیا کار نمایاں کر گئے
بی اے کیا نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے

لیکن کچھ لوگ وہ ہوتے ہیں کہ جن کے اندر یہ غور و فکر کی صفت ہوتی ہے کہ اس کائنات کی حقیقت کیا ہے؟ میری حقیقت کیا ہے؟ میں کون ہوں؟ کیوں اس دنیا میں آیا ہوں؟ اس کائنات کا کوئی خالق و مالک ہے؟ قرآن حکیم نے ہمیں راہنمائی دی ہے کہ بالعموم چالیس سال کی عمر وہ ہوتی ہے جب انسان میچور ہو جاتا ہے اور غور و فکر پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اس سٹیج پر کچھ نہ کچھ غم تو ہر ایک کو لاحق ہو ہی جاتا ہے۔ البتہ یہ اور بات ہے کہ اس کے باوجود بھی آج کچھ لوگ اپنا غم غلط کرنے کے لیے ٹی وی چینلز کا سہارا لیتے ہیں یا کچھ اور مشاغل اختیار کرتے ہیں۔ جن کے اندر مگن رہ کر وہ حقائق سے آنکھیں چرانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کسی قریبی ساتھی کا انتقال ہو گیا تو افسوس تو ہوا اور ساتھ ایک لمحہ کے لیے یہ احساس بھی پیدا ہوا کہ ایک دن مرنا تو سبھی نے ہے، مجھے بھی ایک دن جانا ہے۔ لیکن پھر اپنے پرانے مشاغل میں ہی لگ گئے کہ حقیقت کی طرف توجہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ آخرت ہے یا نہیں، اللہ ہے یا نہیں۔ جبکہ حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ انسان غور و فکر کرے۔ اگر اس کی فطرت صالح ہو گی تو وہ کائنات کے

اندر جتنا غور وغوض کرے گا اتنا ہی وہ اس نتیجہ کے قریب پہنچے گا کہ اس کائنات کا کوئی خالق و مالک ہے اور وہ ایک ہی ہے۔ اس طرح وہ توحید تک پہنچے گا کیونکہ وہ سمجھ جائے گا کہ کوئی ایک ہی ہے جس کا پوری کائنات میں اختیار چل رہا ہے۔ کیونکہ:

﴿لَوْ كَانَ فِيْهِمَآ اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا ۚ﴾ (الانبیاء:22)
''اگر ان دونوں (زمین و آسمان) کے اندر اللہ کے سوا کوئی اور معبود بھی ہوتے تو لازماً یہ دونوں فساد سے بھر جاتے۔''

﴿اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ؕ﴾ (المؤمنون:91) ''(اگر ایسا ہوتا) تب تو ہر معبود اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہو جاتا اور ان میں سے ایک دوسرے پر چڑھائی کر دیتا۔''

چنانچہ یہ حکمت کی چوٹی ہے کہ رب کی معرفت حاصل ہو جائے۔ اس کے لیے سارا میکنزم اللہ نے میثاق ازل کی شکل میں انسان کے اندر رکھا ہوا ہے۔ انسان اللہ کو پہچانتا ہے لیکن بھول جاتا ہے۔ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

((کل مولود یولد علی الفطرۃ)) ''(نسل انسانی کا) ہر پیدا ہونے والا بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔''

یعنی اسلام کی کچھ تعلیمات اس کے اندر موجود ہیں۔ جیسے اس کائنات کا مالک ایک اللہ ہے اور ہمیں لوٹ کر اسی کی طرف جانا ہے۔ اسی طرح انسان کے اندر نیکی اور بدی کا سنسر بھی لگا ہوا ہے کہ اگر کوئی غلط کام کرے تو سزا تو ملنی چاہیے۔ ظاہر ہے دنیا میں تو سب کو سزا نہیں ملتی لہٰذا کوئی ایسی جگہ ہونی چاہیے جہاں سب کا حساب و کتاب ہو۔ چنانچہ انسان اپنی فطرت اور عقل کے دائرے میں رہتے ہوئے یہ سوچ بچار کرے گا تو وہ لازماً اس نتیجے پر پہنچ جائے گا کہ اللہ ہے اور آخرت ہے۔ یہی مقام حکمت کا ہے اور حکمت کا حاصل یہ ہے کہ:

﴿اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ﴾ ''کہ اللہ کا شکر ادا کرو!''

یعنی سب کچھ اسی ایک رب کی عطا ہے۔ جتنی بھی مخلوق ہے وہ سب اسی کے تابع ہے۔ ہمیں جو کچھ خیر ملا ہوا ہے وہ اسی کی طرف سے ہے۔ جیسے شاعر نے کہا کہ

اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغ زندگی

اور

کھول آنکھ زمیں دیکھ فلک دیکھ فضا دیکھ!
مشرق سے اُبھرتے ہوئے سورج کو ذرا دیکھ!

یعنی غور وفکر کے نتیجے میں بالآخر اصل حقیقت تک پہنچ جانا حکمت ہے۔ لیکن آج کا انسان اس بارے میں سوچنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتا۔ بس ایک مصنوعی دنیا میں رہ رہا ہے اور اسی دنیا کی دلچسپیوں میں مگن ہے۔ اس کا ایک ہی فلسفہ رہ گیا ہے کہ eat,drink and be merry اس سے زیادہ وہ سوچتا ہی نہیں۔ سونے پہ سہاگہ یہ کہ اس اصل حکمت کے راستے میں رکاوٹ خود اہل کلیسا نے ڈالی جب انہوں نے مذہب کی غلط تشریح کر کے اور تثلیث کا گمراہ کن عقیدہ تراش کر لوگوں کو جبراً ایک غیر فطری اور خود ساختہ مذہب پر چلنے پر مجبور کیا۔ حالانکہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے سچے نبی تھے، ان کی تعلیمات توحید کی تعلیمات تھیں۔ اہل کلیسا نے حضرت مسیح کو الوہیت میں شامل کر کے اس توحید کو شرک میں بدلا اور کفارہ کا عقیدہ اختیار کیا اور پھر ساتھ یہ جبر بھی کہ جو ان عقیدوں کو نہیں مانے گا اس کے لیے سزا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مغرب کے لوگ آسمانی راہنمائی اور اصل ہدایت سے متنفر ہو گئے اور شیطان کے آلۂ کار بن گئے۔ چنانچہ اب مغرب کی ساری علمی اور سائنسی ترقی اور ایجادات ابلیس کے نظام کو مضبوط بنانے کے لیے استعمال ہو رہی ہیں۔ اسی لیے اس وقت دنیا میں ابلیسیت کا غلبہ ہے۔ جو کچھ ابلیس چاہتا ہے وہ آج کی مغربی دنیا خود کر رہی ہے۔ چنانچہ موجودہ دنیا کی چمک دمک اور ترقی خود اللہ کی معرفت کے راستے میں حجاب بن چکی ہے۔ بس ایک ہی سوچ رہ گئی ہے کہ چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔ اس مادہ پرستانہ اور غیر فطری فضا میں اللہ کی معرفت کا حصول بہت ہی مشکل ہو گیا ہے۔ بقول شاعر

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزرگاہوں کا
اپنے افکار کی دنیا میں سفر کر نہ سکا

غور وفکر کیا بھی جاتا ہے تو اس بات کو پہلے سے طے کر لیا جاتا ہے کہ اللہ تو ہے ہی نہیں۔ لہٰذا قوانین بھی خود بناؤ اور نظام بھی۔ حالانکہ آسمانی ہدایت جو کچھ تھی وہ فطرت

پریس ریلیز 20 اپریل 2018ء

روشن خیالی کے نام پر سعودی عرب میں مغربی تہذیب کا تسلط تشویشناک ہے

الحرمین الشریفین میں سینماؤں کا کھلنا اور اس میں ہالی وڈ کی فلمیں دکھانا افسوسناک ہے

مسلمان حکمرانوں کا امریکہ پر بھروسا کرنا ایک خطرناک غلطی ہے

حافظ عاکف سعید

روشن خیالی کے نام پر سعودی عرب میں مغربی تہذیب کا تسلط تشویشناک ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے قرآن اکیڈمی لاہور میں خطاب جمعہ کے دوران کہی۔ اُنہوں نے کہا کہ وہ ملک جسے اسلام کا مرکز قرار دیا جاتا ہے اور جہاں مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ ہیں جنہیں الحرمین الشریفین کہا جاتا ہے وہاں ایسے سینماؤں کا کھلنا جن میں ہالی وڈ کی فلمیں دکھائی جائیں گی افسوسناک ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ بے حیائی اور فحاشی کے یہ مناظر عام مسلمانوں کے لیے بڑے تکلیف دہ ہوں گے۔ سعودی عرب کے ولی عہد محمد بن سلمان کہتے ہیں کہ عورت اور مرد کو ہر لحاظ سے یکساں ہونا چاہیے اور عورتیں جو سیاہ عبا پہنتی ہیں شرعی تقاضے کے تحت غیر ضروری ہے۔ محمد بن سلمان اپنے آباء واجداد پر بھی تنقید کرتے ہیں کہ وہ بڑے انتہا پسند تھے اور وہ عورتوں اور مردوں کا ایک آفس میں کام کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ امیر تنظیم نے کہا کہ ولی عہد کا یہ دعویٰ انتہائی غلط ہے کہ اس کی ممانعت حضور ﷺ اور خلفائے راشدین سے ثابت نہیں اور ہمارا روشن خیالی کی طرف یہ سفر درست ہے۔ امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ مسلمان حکمران مغرب اور امریکہ کے حکمرانوں کو خوش کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ اُن کے اقتدار کے تحفظ میں اُن کی مدد کریں۔ اُنہوں نے کہا کہ امریکہ پر بھروسا کرنا ایک خطرناک غلطی ہوگی۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کے عین مطابق تھی۔ جبکہ اب جو قوانین بن رہے ہیں ان میں مردوں اور عورتوں میں ہم جنس پرستی بھی جائز ہے۔ ایسے قوانین کے ذریعے انسان کی فطرت کو مسخ کر کے اسے شیطنت کی طرف لے جایا جارہا ہے۔ تاہم اگر انسان کی فطرت مسخ نہ ہو چکی ہو تو لازماً غور وفکر کے نتیجے میں اللہ تک پہنچ جاتا ہے اور وہ تعلیمات جو حضور ﷺ لے کر آئے ہیں اس کو اپنے دل کی آواز محسوس ہوتی ہیں۔ چنانچہ حضرت لقمانؒ کا معاملہ بھی یہی تھا۔ وہ کوئی نبی نہیں تھے اور نہ ہی کسی نبی کے پیروکار تھے لیکن جو بھی انہوں نے تعلیمات دیں وہ بالکل وہی تھیں جو آنحضور ﷺ لے کر آئے۔ وہ اپنے بیٹے کو پہلی نصیحت یہ کر رہے ہیں:

﴿وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝۱۳﴾ ''اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے سے جبکہ وہ اسے نصیحت کر رہا تھا اے میرے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک مت کرنا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔''

کائنات کی سب سے بڑی حقیقت یہ ہے کہ وہ اللہ ایک ہی ہے اور وہی ہے جو کل پر حاوی ہے۔ اس کے اختیار میں کوئی شریک نہیں۔ لہٰذا یہ سمجھنا کہ کائنات میں کوئی اور بھی ایسی ہستی ہے جو کائنات کے معاملات میں اختیار رکھتی ہے شرک ہے اور یہ بہت بڑا ظلم ہے۔ کیونکہ جو سب سے بڑا سچ ہے اس کو جھٹلانا ہی سب سے بڑا ظلم ہے۔

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰي وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ۭ﴾ ''اور ہم نے وصیت کی انسان کو اُس کے والدین کے بارے میں۔ اس کو اٹھائے رکھا اس کی ماں نے (اپنے پیٹ میں) کمزوری پر کمزوری جھیل کر' اور اس کا دودھ چھڑانا ہوا دو سال میں'' ''کہ تم شکر کرو میرا اور اپنے والدین کا!''

اس رکوع میں آغاز تو حضرت لقمانؒ کی نصیحتوں سے ہوا تھا' لیکن پہلی نصیحت کے بعد اللہ تعالیٰ نے خود اپنی طرف سے والدین کے حقوق کے حوالے سے نصیحت کی ہے۔ جس کا مقصد بندوں پر یہ واضح کرنا ہے کہ سب سے بڑا حق تو اللہ کا ہی ہے کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کیا جائے۔ وہی ایک ہے جو مالک ہے اور خالق ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے بعد بھی کسی کا حق ہے اور وہ حق والدین کا ہے۔ حضرت لقمانؒ خود والد تھے۔ وہ یہ تو نہیں کہہ سکتے تھے کہ اللہ کے بعد میرا حق ہے تم پر۔ چنانچہ انہوں نے اپنی شرافت ومروت میں اس بات کو ٹچ نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے حضرت لقمانؒ کی فطری نصیحت کو جامع اور کامل شکل دیتے ہوئے حقوق العباد میں سے سب سے بڑا حق بھی واضح فرما دیا۔ کیونکہ بندوں کے بھی آپس میں حقوق وفرائض ہیں اور ان میں سے سب سے بڑا حق والدین کا ہے۔ آنحضور ﷺ نے والدین کے حقوق کی مزید وضاحت فرمائی ہے کہ والدین کے حقوق میں بھی بڑا حق والدہ کا ہے۔ احادیث رسول ﷺ کی رو سے باپ کے مقابلے میں تین گنا حق ماں کا ہے۔ ان آیات میں بھی بین السطور یہی اشارہ مل رہا ہے کہ دکھ کس نے جھیلا ہے؟ اسی لیے مقولہ آپ نے سنا ہوگا کہ ماں کے قدموں تلے جنت ہے۔

﴿اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ۝۱۴﴾ ''اور میری ہی طرف تمہارا لوٹنا ہوگا۔''

سب کو بالآخر اللہ کے حضور پہنچنا ہے۔ خواہی نخواہی چاہو نہ چاہو اللہ کی عدالت میں سب کو پہنچنا ہوگا لیکن کامیابی اُسی کو ملے گی جس نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال رکھا ہوگا۔

﴿وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓي اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ ''اور اگر وہ تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرے ساتھ شریک کرو اُس چیز کو جس کا تمہارے پاس کوئی علم نہیں تو ان کا کہنا مت مانو۔''

جب واضح ہو گیا کہ سب سے بڑا حق اس اللہ کا ہے جو سب کا خالق اور مالک ہے اور اس کے ساتھ ہی محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے نمائندے ہیں۔ لہٰذا آپؐ جو بات کہہ رہے ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں کہہ رہے بلکہ اللہ کے نمائندے کی حیثیت سے کہہ رہے ہیں۔ لہٰذا اگر والدین اپنی اولاد کو کہیں کہ وہ اللہ کا حق ادا نہ کرے۔ اللہ کے ساتھ شرک کرے، مشرکانہ نظام کا حصہ بنیں یا کوئی ایسا حکم دیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم سے ٹکراتا ہو تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنی حدود سے تجاوز کر رہے ہیں۔ اب والدین کے احترام کا یہ تقاضا نہیں ہے کہ آنکھیں بند کر کے ان کی بات ماننا شروع کر دو۔ ہرگز نہیں! وہاں پر سٹینڈ لینا ہوگا۔ لیکن:

﴿وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ﴾ ''اور دنیا میں ان کے ساتھ رہو بہتر انداز میں''

یہاں اللہ نے ایک توازن قائم کر دیا ہے کہ والدین اگر مشرک ہوں، تب بھی ان کا احترام کرنا ہے، ان کے دیگر حقوق کی ادائیگی پھر بھی کرنی ہے۔ یہ نہیں کہ ان سے بالکل ہی قطع تعلق کر لیں۔

﴿وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ﴾ ''اور پیروی کرو اُس شخص کی جو میری طرف رخ کر چکا ہے''

مشرکین کا طرز عمل یہ تھا کہ وہ کہتے تھے کہ ہمارے آباء واجداد جس طرح کرتے آئے ہیں وہ اصل دین ہے، ہم بھی اسی پر چلیں گے۔ یہی حال آج ہمارا بھی ہے۔ حقیقی اسلام معاشرے میں ناپید ہے۔ ہر طرف نئی سے نئی بدعات اور طور طریقے ہیں جن کو اسلام سمجھ لیا گیا ہے۔ حالانکہ یہ نہ حضور ﷺ کے دور میں تھے اور نہ صحابہؓ کے دور میں تھے۔ جب کہو کہ یہ غلط ہے تو جواب ملتا ہے کہ ہمارے باپ دادا یہی کرتے آئے ہیں لہٰذا ہم کیسے چھوڑ دیں؟ حالانکہ جب اللہ اور رسول ﷺ کا حکم سامنے ہو تو پھر ان روایات اور رسومات کی کوئی حیثیت نہیں رہتی۔ لہٰذا حقیقی اور سچا مسلمان وہی ہے جو اللہ اور رسول ﷺ کے بتائے ہوئے راستے پر چل رہا ہے۔ کسی ایسے شخص کی پیروی نہیں کرنی چاہیے جو دین کے اصل راستے سے ہٹ گیا ہو۔

﴿ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵﴾ ''پھر میری ہی طرف تمہارا لوٹنا ہے' پھر میں تمہیں جتلا دوں گا جو کچھ تم کرتے رہے تھے۔''

یہاں اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے فرما رہے ہیں کہ لوٹ کر سب کو میری طرف ہی آنا ہے وہاں سب پتا چل جائے گا کہ کس کے اعمال کھوٹے اور کس کے کھرے ہیں۔ اس سے آگے پھر حضرت لقمان کی نصیحتیں شروع ہو رہی ہے:

﴿يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۝۱۶﴾ ''اے میرے بچے! اگر وہ (کوئی اچھا یا برا عمل) رائی کے دانے کے برابر بھی ہو' پھر وہ ہو کسی چٹان میں یا آسمانوں میں یا زمین کے اندر' اُسے اللہ لے آئے گا۔ یقیناً اللہ بہت باریک بین' ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے۔''

حضرت لقمان ؑ نبی نہیں تھے لیکن آخرت کے حوالے سے ان کا وہی ایمان تھا جس کا تقاضا انبیاء کے ذریعے انسانوں سے کیا گیا کہ وہاں چھوٹے سے چھوٹے عمل کا بھی حساب دینا پڑے گا چاہے وہ زمین کے پیٹ میں چھپ کر کیا گیا ہو یا خلاء میں رہ کر۔ کیونکہ اللہ سے کوئی شے مخفی نہیں ہے اور ہر چیز ریکارڈ ہو رہی ہے۔

﴿يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰي مَآ اَصَابَكَ ۭ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝۱۷﴾ ''اے میرے بچے! نماز قائم کرو اور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو بھی تکلیف تمہیں پہنچے اس پر صبر کرو! یقیناً یہ ہمت کے کاموں میں سے ہے۔''

(باقی صفحہ 14 پر)

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

حرفے چند با اُمّتِ عربیہ

7 عالمِ عرب سے چند گزارشات

24 آنچہ تو باخویش کردی، کس نکرد — رُوحِ پاکِ مصطفےٰ ﷺ آمد بدرد!

جو کچھ تم نے اپنے ساتھ کیا ہے وہ کسی نے نہیں کیا ہوگا تمہارے اس عمل سے حضرت محمد ﷺ کی روحِ پاک کو تکلیف پہنچی ہے

25 اے ز افسونِ فرنگی بے خبر — فتنہ ہا در آستینِ او نگر

اے عربو! تم صہیونی استعمار کے آلہ کار، فرنگی (برطانوی سامراج) کے سحر (چالوں) سے بے خبر ہو اس کی آستین کے فتنوں (100 سالہ عالمی اقتدار پر قبضہ کا منصوبہ) کو دیکھو (جو کچھوے کی چال سے آگے بڑھ رہا ہے)

26 از فریبِ او اگر خواہی اماں — اشترانش را ز حوضِ خود براں

اے عالمِ عرب! اگر صہیونی استعمار کے فتنوں سے بچنا چاہتے ہو تو اس کے اونٹوں (آلہ کاروں اور جاسوسوں ازقسم لارنس آف عریبیہ وغیرہ کو شناخت کرو جو تمہیں لڑا رہے ہیں اور ان) کو اپنے حوضوں (علاقوں کے وسائل سے فائدہ نہ اُٹھانے دو اور وہاں) سے بھگا دو

27 حکمتش ہر قوم را بے چارہ کرد — وحدتِ اعرابیاں صد پارہ کرد

اے عالمِ عرب! (دیکھو) اس کے داؤ پیچوں اور چالوں نے ہر قوم کو لاچار کر دیا ہے اور اس دشمن (خبیث) نے عالم کی وحدت کو سینکڑوں ٹکڑوں میں بانٹ دیا ہے

28 تا عرب در حلقہ دامش فتاد — آسماں یک دم اماں او را نداد

جب سے عالمِ عرب اس مغربی استعمار کے آلہ کار فرنگی (اور آج امریکی) جال میں پھنسے ہیں آسمان (حالات و واقعات) نے انھیں (ان کی سازشوں سے) ایک دن کا امن و سکون نہیں بخشا

24۔ اے عربو! تم نے قرآن کو چھوڑ کر اور دینِ اسلام سے بے وفائی کر کے جو کچھ اپنے ساتھ کیا دنیا میں کسی قوم نے ایسا نہیں کیا ہوگا۔ تم نے حضرت محمد ﷺ سے بے وفائی کی اسلام کی تعلیمات کو چھوڑا اور مغربی نظامِ زندگی کو اختیار کیا۔ دین کے طریقوں کو چھوڑا۔ افسوس تم نے ان کی روح کو تکلیف پہنچائی۔ بقول علامہ اقبال

ع امتی باعثِ رسوائی پیغمبرؐ ہیں

25۔ اے عربو! تم صہیونیت کے مہرے فرنگی (پہلے برطانیہ اور اب امریکہ) کی چالوں سے بے خبر ہو کر اس کا ساتھ دے رہے ہو۔ ذرا آنکھیں کھول کر مغربی آقاؤں کے پروگرام میں جو قیامت مضمر ہے جو فتنے مضمر ہیں ان کو دیکھو، کیا تمہارے علم میں صہیونیت کا صد سالہ منصوبہ برائے قیامِ اسرائیل نہیں ہے کیا اس کے عالمی غلبے کے منصوبے سے بے خبر ہو۔

اِنْ قُلْتَ تعلم فانّہ مصیبۃ
وَاِنْ قُلْتَ لااعلم فمصیبتہ اعظم

(اگر تم کہو کہ میں جانتا ہوں تو یہ ایک مصیبت ہے اور اگر تم کہو کہ میں نہیں جانتا تو یہ اس سے بڑی مصیبت ہے)

تم دجال کے ظہور اور دجال کی تیاریوں اور یہودیوں کا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف جنگ والی حدیثوں پر نظر ڈالو۔

26۔ افسوس! مغربی صہیونی استعمار نے اپنی چالوں اور اپنی بے حیا اور بے قدر تہذیب کے ذریعے تمہیں مسحور کر دیا ہے۔ صرف تمہیں کیا اس نے اپنی خدا بے زار اور وحی بے زار رویوں سے دنیا بھر کی اقوام کو لاچار کر رکھا ہے اور ان کو لوٹ رہا ہے۔ اسی خبیث دشمن نے عالمِ عرب کی وحدت کو بھی پارہ پارہ کر کے منتشر کر دیا ہے۔ عرب درجنوں ممالک میں تقسیم باہم دست و گریباں ہیں اور مسلمان کو مسلمان سے لڑا دیا ہے۔ بقول علامہ اقبال

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِؐ مختار؟
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار؟
کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار؟
ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار؟

مزید برآں

وضع میں تم ہو نصاریٰ، تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں! جنھیں دیکھ کر شرمائیں یہود!
اور ہر کوئی مست مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو؟ یہ اندازِ مسلمانی ہے؟

27۔ اے عالمِ عرب! اگر تم اب بھی ہوش کے ناخن لو اور اس کی چالوں، تعلیمات اور تہذیبی اور ثقافتی یلغار کے فتنوں سے بچنا چاہتے ہو تو اس کے اونٹوں (یعنی مغربی مشیروں، آلہ کاروں، جاسوسوں اور فوجوں کو) اپنے علاقوں سے فوری نکال دو۔ مغربی تہذیب اور ثقافت خدا بے زار، خدا دشمن، وحی دشمن ہونے کے ساتھ مادر پدر آزاد، بے حیا، بے غیرت اور حیوانی سطح پر گر چکی ہے اور اس نے انسان کو حیوان بنا کر رکھ دیا ہے کیا تم اپنا پاکیزہ دین چھوڑ کر اس منحوس مغربی استعمار کے مہرے بننا پسند کر رہے ہو۔

28۔ افسوس! کہ جب سے عالمِ عرب اس صہیونی مغربی استعمار کے آلہ کار پہلے برطانوی استعمار اور آج امریکی سامراجی استعمار کے جال میں پھنسے ہیں آسمان نے یعنی حالات و واقعات نے ان کو سکون نہیں بخشا اضافی طور پر اسلامی تہذیب و ثقافت اور پاکیزہ روایات کا جنازہ نکل گیا ہے۔ اسلامی اقدار کی جگہ اب مادر پدر آزادی (LIBRALISM)، بے حیائی، عریانیت، مرد و زن کا آزادانہ اختلاط اور شراب و بدکاری نے لے لی ہے۔

قندوز کے واقعہ میں افغان حکومت سے احتجاج نہ کرنے پر ہم وزیراعظم پاکستان سے احتجاج کرتے ہیں: ایوب بیگ مرزا

اگر ہم پاکستان کو نظریاتی ریاست بناتے تو اس وقت ہماری یہ حالت بالکل نہ ہوتی بلکہ ہم نظریات کی بنیاد پر اُمت مسلمہ کو لیڈ کر رہے ہوتے: ڈاکٹر غلام مرتضیٰ

میزبان: وسیم احمد

مسلم ممالک کے بگڑتے حالات: اصل وجہ کیا ہے؟ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

سوال: سعودی ولی عہد امریکہ اور مغرب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے جو روشن خیالی سعودیہ میں متعارف کروا رہے ہیں کیا وہ اسلام اور سعودیوں کے مفاد میں ہے؟

آصف حمید: قرآن مجید میں اللہ پاک فرماتے ہیں:
''اور (اے نبیؐ! آپ کسی مغالطے میں نہ رہیے) ہرگز راضی نہ ہوں گے آپؐ سے یہودی اور نہ نصرانی جب تک کہ آپ پیروی نہ کریں ان کی ملت کی۔'' (البقرہ:120)
یہ آیت اسی حوالے سے ہے۔ دوسری طرف یہود و نصاریٰ کا ایجنڈا کیا ہے؟ اس کے بارے میں بھی قرآن میں واضح فرمایا گیا کہ:
''یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں اپنے منہ (کی پھونکوں) سے''(التوبہ:32)
اصل میں یہود یا نصاریٰ یا ابلیس یہ چاہتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ سے دور کیا جائے۔ ابلیس نے یہی کہا تھا کہ:
''پھر میں ان پر حملہ کروں گا ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے' اور ان کے دائیں اور بائیں جانب سے' اور تو نہیں پائے گا ان کی اکثریت کو شکر کرنے والا۔''(الاعراف:17)
لہٰذا ابلیس اور اس کی آلۂ کار مغربی قوتیں دنیا میں اسی ایجنڈے پر عمل پیرا ہیں۔ مغرب سے جو ڈکٹیشنز آ رہی ہیں بدقسمتی سے ہمارے حکمران بالخصوص سعودی ولی عہد محمد بن سلمان ان کو من وعن فالو کر رہے ہیں۔ مغرب یہ چاہتا ہے کہ سعودی عرب بھی دوبئی کے لیول پر آ جائے۔ کیونکہ عرب دنیا میں اس وقت دوبئی اور بحرین عیاشی کے اڈے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ سعودیوں کے اندر اتنا اکنامک فیور پیدا کر دو کہ جو سعودی ایلیٹ باہر جا کر جوا کھیلتی یا عیاشی کرتی ہے، اُسے اپنے ملک میں ہی سارے مواقع مل جائیں تا کہ ہمارا پیسہ ادھر ہی رہے۔ امریکہ نے عربوں کی عیاشی کے لیے امریکہ کے اندر دو بڑے شہر تیار کیے ہیں۔ ایک لاس ویگاس اور دوسرا اٹلانٹک سٹی۔ ان دونوں شہروں میں عربوں کے لیے بڑے جواخانے بنائے گئے ہیں۔ سعودی عرب کے حکمرانوں کے پاس خادمین حرمین شریفین کا یعنی امت مسلمہ کی امامت کا ٹائٹل ہے۔ اگر وہاں یہ ''روشن خیالی'' پھیل جائے گی تو باقی مسلمان ممالک میں یہ کام عالمی قوتوں کے لیے بہت آسان ہو جائے گا۔ سعودی حکمران یہ سب اس لیے کر رہے ہیں تا کہ وہ اپنی حکومت بچانے کے لیے امریکہ کا سہارا لے سکیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر امریکہ ہمارے ساتھ کھڑا ہوگا تو ہمیں اقتدار سے کوئی ہٹا نہیں سکے گا۔ کیونکہ انہوں نے عرب اسپرنگ کے دوران دیکھ لیا ہے کہ امریکہ جس کو چاہے اقتدار سے علیحدہ کر سکتا ہے۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

ایوب بیگ مرزا: آصف صاحب نے جن آیات کی تلاوت کی ہے اگر آپ اسلامی تاریخ کا جائزہ لیں تو اسلامی تاریخ ان آیات پر مہر تصدیق ثبت کرتی ہے۔ جہاں کہیں بھی مسلمانوں نے یہ سمجھ کر دشمنوں سے اپنا رشتہ استوار کیا کہ دشمن ہمارے ساتھ تعاون کرے گا تو وہاں مسلمانوں کو ہمیشہ مار پڑی اور بعض علاقوں سے مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا گیا۔ ایک یونیورسل سچائی ہے کہ امن کبھی بھیک مانگ کر نہیں حاصل کیا جا سکتا۔ یہ ہمیشہ اپنی جدوجہد سے قائم کیا جاتا ہے۔ آپ منت سماجت کر کے کسی سے سکیورٹی نہیں حاصل کر سکتے۔ سعودی حکمران اپنی بادشاہت کی حفاظت کے لیے امریکہ سے بھیک مانگ رہے ہیں۔ اُردو کا ایک محاورہ ہے کہ امن چاہتے ہو تو جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔ اپنی سکیورٹی کا ایک ہی طریقہ ہے کہ اپنے آپ کو مضبوط کرو۔ آپ کمزور ہوں اور یہ سمجھیں کہ طاقتور کی منت سماجت کر کے بچ جائیں گے تو یہ بالکل ہی احمقانہ سوچ ہے بلکہ دشمن نے آپ پر چڑھائی کرنی ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ چڑھائی کرنے کا انداز مختلف ہوگا۔ اس کی سب سے بڑی مثال یہ ہے کہ معمر قذافی نے ایٹمی صلاحیت کے حوالے سے امریکہ کی کتنی منت سماجت کی بلکہ اپنا تمام ایٹمی بوریا بستر اکٹھا کر کے ایک جہاز میں ڈال کر امریکہ بھیج دیا کہ میں ایٹمی صلاحیت سے تائب ہوتا ہوں۔ لیکن امریکہ نے اسی کرنل قذافی کو سڑکوں پر گھسیٹا۔ ابھی امریکہ کو کچھ دیر کے لیے سعودی عرب کی ضرورت ہے جس کے تحت وہ سعودی عرب کو استعمال کرے گا۔ لیکن جب اس کو سعودی عرب کی ضرورت نہیں رہے گی تو ان سعودی حکمرانوں کا حشر بھی قذافی جیسا ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکمران اپنے آپ سے، اسلام سے اور امت مسلمہ سے دشمنی مول لے رہے ہیں۔ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ ولی عہد محمد بن سلمان نے کہا کہ ٹرمپ کا داماد میری جیب میں ہے۔ میرے خیال میں وہ یہ بات الٹ کہہ گئے ہیں۔

سوال: دنیا میں کچھ ممالک سیکولرازم سے اسلام کی طرف بڑھ رہے ہیں جبکہ سعودیہ اسلام سے سیکولرازم کی طرف رواں دواں ہے۔ آپ کے خیال میں اس کی وجہ کیا ہے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: سعودی عرب کا پورا خطہ پہلے خلافت عثمانیہ کا حصہ تھا اور اس خلافت کا رعب اور دبدبہ پھر بھی کچھ نہ کچھ مغرب پر قائم تھا۔ سعودی عرب کا یہ

خطہ اس وقت بھی امت مسلمہ میں بہت اہمیت کا حامل تھا کیونکہ یہاں مقدس مقامات تھے۔ پھر اس خطے میں تیل کی دولت نکل آئی تھی۔ لہٰذا مغرب نے پہلے خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے کا پلان بنایا اور موجودہ سعودی حکمرانوں کے جد امجد کو مغرب نے ہی خلافت عثمانیہ کے خلاف بغاوت پر اُکسایا اور کامیاب کر کے اس علاقے میں اقتدار دلوایا۔ اب مغرب اس پورے خطے کو Redesign کرنا چاہتا ہے لہٰذا اس نے عرب اسپرنگ کا شوشہ چھوڑا۔ اس پس منظر میں سعودی حکومت کو فکر ہے کہ لیبیا، عراق وغیرہ میں جو کچھ ہوا وہ ہمارے ساتھ نہ ہو جائے۔ لہٰذا اب وہ امریکہ کے آگے پہلے سے ہی بچھ گئے کہ جو آپ چاہتے ہیں ہم وہی کریں گے۔ جس طرح خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے وقت کمال اتاترک نے جو کام کیے تھے وہ کام اب امریکہ سعودی حکمران بالخصوص ولی عہد محمد بن سلمان سے لے رہا ہے۔ یہ دوسری بات ہے کہ امت مسلمہ میں عوام الناس اسلامی نظام چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ ہماری بقاء، ہمارے حقوق اسلامی نظام سے مشروط ہیں۔ لیکن مغرب کا چونکہ ایجنڈا ہے کہ کسی جگہ اسلام کو نافذ نہیں ہونے دینا اس لیے وہ مسلم ممالک کے حکمران طبقے میں سے یا عوام الناس میں سے ایسے لوگ تلاش کر لیتے ہیں اور اُن کو اپنا ہمنوا بنا لیتے ہیں اور اپنے ایجنڈے کی تکمیل کرتے ہیں۔ اسلام کے مذہبی تصور سے ان کو خطرہ نہیں ہے بلکہ سیاسی اسلام سے ان کو تکلیف ہے۔ اسی لیے وہ اسلام کی شرعی اقتدار کو ختم کرنے کے درپے ہیں۔

ایوب بیگ مرزا: امریکہ مذہبی اسلام کے مقابلے میں سیاسی اسلام کا مخالف ہے، یہ بات آج سے دس پندرہ سال پہلے بہت زیادہ تھی لیکن اب امریکہ اس سے بہت آگے بڑھ چکا ہے۔ لیبیا میں معمر قذافی کو اس نے کیوں ختم کیا۔ کیا وہ وہاں اسلامی نظام لا رہا تھا؟ قذافی تو ایک نیا اسلام لا رہا تھا اور اس نے قرآن کے مقابلے میں ایک نئی کتاب بھی چھپوائی تھی (معاذ اللہ) اسی طرح شام میں بشار الاسد تو اسلام نہیں لا رہا ہے لیکن وہاں امریکہ اس کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ مسلمان حکمرانوں میں یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے کہ ہم امریکہ اور یورپ کے فلاں فلاں اشکالات دور کر دیں گے تو وہ ہمیں قبول کر لیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ امریکہ یا یورپ امت مسلمہ کے وجود کے خلاف ہیں۔ لہٰذا اُمت مسلمہ کے پاس ان کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہونے کے سوا کوئی دوسرا آپشن نہیں ہے۔ ورنہ وہ ان کو دیوار سے لگا دیں گے۔

آصف حمید: یہ ہو سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کا وجود برداشت کر لیں لیکن اسلامی نظام کو کبھی برداشت نہیں کریں گے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ روس کی عظیم اکثریت عیسائی تھی لیکن وہاں کمیونزم نظام قائم تھا۔ اس کو انہوں نے ختم کر کے رکھ دیا اور مسلمانوں کو بھی اس میں استعمال کیا۔ روس سے ان کو کیا خطرہ تھا حالانکہ وہ ان کے ہم مذہب لوگ تھے لیکن کمیونزم کے خوف کی وجہ سے روس کا یہ حشر کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ امریکہ کے طریقۂ واردات کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنے مقصد کے لیے جس چیز کی اس کو ضرورت پڑتی ہے اس کو استعمال کرتا ہے۔ سوویت یونین کو ختم کرنے کے لیے اس نے جہاد کا نعرہ لگایا اور ایسا لگتا تھا کہ امریکہ اسلام کا بڑا دوست ہے۔

> **خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے وقت کمال اتاترک نے جو کام کیے تھے وہ کام اب امریکہ سعودی حکمرانوں بالخصوص ولی عہد محمد بن سلمان سے لے رہا ہے۔**

لیکن اس کے بعد افغانستان پر چڑھائی کی تو نیٹو چیف نے باقاعدہ کہا تھا کہ اب ہم اسلامی fundamentalism کے خلاف اکٹھے ہوئے ہیں۔ اب وہ جس ملک میں سمجھتے ہیں کہ اُن کے مطابق کام نہیں ہو رہا ہے تو ہو سکتا ہے کہ وہاں کے مولویوں کو ہوا دے دیں یا کوئی آزادی کا نعرہ لے کر آ جائیں جیسے عرب اسپرنگ میں انہوں نے کیا۔ اسی لیے ہمارے حکمران امریکہ کی چھتری کے نیچے آنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس وقت سعودی عرب میں جو اقدامات کیے جا رہے ہیں، اُن سے راسخ العقیدہ مسلمانوں کی بہت بڑی تعداد خوش نہیں ہے۔ اب اگر سعودی حکمران امریکہ کے اشاروں پر آگے بڑھیں گے تو اندر ایک لاوا پکے گا جس کا بعد میں اظہار ہوگا اور وہ بہت سخت ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ ان کا پلان ہے کہ گریٹر اسرائیل کے قیام میں جو ممالک بھی رکاوٹ ڈال سکتے ہیں ان کو کچل دو۔ ان کو معلوم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی حدیث ہے کہ:

’’تمہارے اندر عہد نبوت جب تک اللہ چاہے گا موجود رہے گا۔ (اس کے بعد) خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہو گی، جو قائم رہے گی جب تک اللہ چاہے گا۔ پھر جب اللہ اسے ختم کرنا چاہے گا تو اسے ختم کر دے گا۔ پھر (اس کی جگہ) کاٹ کھانے والی بادشاہت قائم ہو جائے گی، جو جب تک اللہ چاہے گا برقرار رہے گی۔ پھر جب اسے بھی اللہ ختم کرنا چاہے گا تو ختم کر دے گا۔ پھر جابرانہ ملوکیت کا دور ہوگا۔ جو جب تک اللہ چاہے گا باقی رہے گا۔ پھر اللہ جب اسے بھی ختم کرنا چاہے گا تو ختم کر دے گا۔ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ (دوبارہ) قائم ہو جائے گی۔ پھر آپ ؐ خاموش ہو گئے‘‘۔(رواہ احمد)

یعنی وہ خلافت علی منہاج النبوۃ کو روکنا چاہتے ہیں۔ گریٹر اسرائیل ان کا پلان ہے اور اس کے لیے انہوں نے آگے بڑھنا ہے اور یہ بھی احادیث میں ہے کہ وہ کہاں تک آئیں گے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جتنا ہم مسلمانوں کو بے یار و مددگار اور کمزور کریں گے اتنی ہمارے لیے آسانی رہے گی۔

سوال: یمن کے حوثی باغی سعودیوں کے مسلک کے خلاف برسرپیکار ہیں یا ان کی بادشاہت کے؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے کوئی بات قطعیت کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی۔ لیکن لگتا یہی ہے کہ یہ سعودی عرب اور ایران کی پراکسی جنگ ہے۔ ایران چاہتا ہے کہ مسلمان ممالک کا لیڈر وہ بنے اور یہی سعودی عرب چاہتا ہے کہ مسلمان ممالک کا مرکز اُس کے پاس ہی رہے۔ اس کے علاوہ دونوں علاقائی بالادستی کی دوڑ میں بھی شریک ہیں۔ لہٰذا یہ جنگ مسلکی کی بجائے اقتصادی زیادہ ہے۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: یمن کے علاقے کی سٹریٹیجک اہمیت بہت زیادہ ہے۔ قبل از اسلام یہ علاقہ تجارت کا بہت بڑا اڈہ تھا۔ اس وقت بھی رومن اور پرشین ایمپائرز اس کو اپنے اپنے قبضے میں رکھنا چاہتی تھیں۔ اب ایران اور سعودی عرب دونوں یہاں اپنی اپنی پسند کی حکومت لانا چاہتے ہیں اور دونوں اپنے اثر و رسوخ کی جنگ لڑ رہے ہیں اس میں مسلک کا عمل نہیں ہے۔

سوال: ترک صدر طیب اردگان عالم اسلام میں ہونے والے مظالم کے خلاف ہمیشہ بڑے مؤثر انداز میں آواز اٹھاتے ہیں لیکن دوسری طرف ترکی نیٹو فورس میں بھی شامل ہے جس کے ہاتھ مسلمانوں کے خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ ترکی نے یہ دہرا معیار کیوں اپنا رکھا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: حقیقت یہ ہے کہ اتاترک نے جو نظام دیا تھا وہ سیکولر ہی نہیں بلکہ ملحدانہ تھا اور آئین میں سیکولرازم کی حفاظت فوج کی ذمہ داری تھی۔ اس پس منظر

میں طیب اردگان حکومت سنبھالتے ہیں۔ ان کے لیے ممکن نہیں ہے کہ سیکولرازم کو ایک دم ختم کر دیں۔ انہوں نے آہستہ آہستہ مذہب کی طرف پیش رفت کی ہے۔ لیکن نیٹو سے نکلنا سول حکومت کے لیے اتنا آسان نہیں ہے۔ اس کے لیے فوج کی رضامندی ضروری ہے اور فوج آئینی طور پر سیکولرازم کے ساتھ بندھی ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ طیب اردگان نیک نیتی کے ساتھ اسلام کی طرف بڑھنا چاہتے ہیں لیکن ان کے راستے میں ان کا آئین ہے اور اسمبلی میں ان کی یہ پوزیشن نہیں ہے کہ وہ آئین کو تبدیل کر لیں۔ بلکہ اگر وہ آئین کو تبدیل کرنے کی کوشش کریں گے تو عدالت اس کو reject کر دے گی۔ لہٰذا اس شخص کے لیے یہ مشکلات ہیں۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس میں کوئی شک نہیں کہ ترکی نیٹو کا حصہ ہے۔ نیٹو کو امریکہ سے اسلحہ بھی ملتا ہے اور ترکی کو بھی حصہ ملتا ہے۔ لیکن بعض معاملات میں ترکی اور امریکہ آمنے سامنے بھی آجاتے ہیں۔ جیسے شام میں کردستان کے مسئلہ پر ترکی اور امریکہ کی فوجیں آمنے سامنے ہیں۔ اس حوالے سے ناروے کے اپوزیشن لیڈر نے نیٹو کو ایک خط لکھا ہے کہ ترکی نیٹو کا حصہ ہوتے ہوئے نیٹو کے مفادات کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اسی طرح دوسری جگہوں پر بھی اس نے نیٹو کے مفادات کے خلاف کام کیا۔ یہی وجہ ہے کہ افغانستان اور عراق کی جنگ میں ترکی شامل نہیں ہوا تھا۔

سوال: اگر طیب اردگان اسلام پسند ہیں تو وہ فتح اللہ گولن کی اسلامی تحریک کے خلاف کیوں اقدامات کر رہے ہیں؟

آصف حمید: فتح اللہ گولن اس وقت امریکہ میں جلاوطن ہیں۔ یہ بہت بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ اسلامی تحریک چلا رہے ہیں تو پھر امریکہ ان کو کیوں پال رہا ہے۔ دوسری طرف اردگان کے اوپر بھی بہت سارے کرپشن کے الزامات ہیں۔ لیکن اگر کوئی دین کی طرف ایک قدم بھی چلے تو ہمیں اس کی تائید کرنی چاہیے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ وہ سو فیصد اسلامی نظام کی طرف بڑھ رہا ہے۔

سوال: ایران نے پہلے عراق کے ساتھ طویل جنگ لڑی اب یمن اور شام میں اپنی بالادستی کے لیے Proxy War میں ملوث ہے۔ کیا ایران کا یہ طرزِ عمل امت مسلمہ کے لیے سودمند ہے؟

ایوب بیگ مرزا: سعودی عرب کی طرح ایران کی دلچسپی بھی اُمت مسلمہ یا دین کے حوالے سے نہیں ہے۔ بلکہ علاقائی بالادستی کے حوالے سے ہے۔ ایران کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اپنی ڈھائی ہزار سالہ پرانی تہذیب جس کا رضا شاہ پہلوی نے بھی جشن منایا تھا کا احیاء چاہتا ہے۔ اسی لیے ایران کے بہت سے اقدامات کی وجہ سے اسلام کو نقصان پہنچا ہے۔ مثال کے طور پر عراق کے ساتھ جنگ کی تو پھر اس جنگ کو ایران ختم ہی نہیں کرنا چاہتا تھا حالانکہ عراق کی طرف سے جنگ بندی کی بہت سی پیش کشیں کی گئی تھیں۔ لیکن وہ دونوں جنگ کو بڑھاتے چلے گئے جس سے دونوں ملک برباد ہوئے اور اس سے اسرائیل کو فائدہ پہنچا کیونکہ عراق بہت بری طرح برباد ہوا تھا۔

> **قندوز میں معصوم بچوں کی شہادت کے موقع پر ہمارے وزیر اعظم صاحب کو اپنا دورہ افغانستان کینسل نہ سہی لیکن ملتوی تو ضرور کرنا چاہیے تھا تاکہ لوگوں کا کچھ تو غم ہلکا ہوتا۔**

آصف حمید: اصل میں آج سے چودہ سو سال پہلے یہود نے ایک سازش کے تحت اسلام میں دراڑ ڈالی تھی جو بڑھتی بڑھتی آج یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ یعنی اس کے بعد اسلام تقسیم ہو گیا۔ اس کا فائدہ پھر اسلام کے دشمنوں نے اٹھایا۔ سعودی عرب اور ایران کے درمیان یہ چپقلش صدیوں پرانی ہے۔ اور ان دونوں کو اسلحہ عیسائی ممالک دے رہے ہیں۔ ایک کو امریکہ اور دوسرے کو روس دیتا ہے۔

سوال: ایران ویسے تو اسرائیل اور امریکہ کو للکارتا رہتا ہے۔ لیکن اس وقت بھی 10 ہزار سے زائد یہودی ایران میں مقیم ہیں۔ ایران آستین کے ان سانپوں کو کیوں پال رہا ہے؟

آصف حمید: اسلام میں تو اس کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں یہودیوں کے بارے میں دو ذکر آئے ہیں ایک اچھا اور دوسرا برا۔ ایران میں جو یہودی رہتے ہیں وہ فوجی نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ دنیا کے یہودیوں میں سے ایک بڑی تعداد ایران میں موجود ہے۔ کیونکہ احادیث میں ان کے بارے تذکرہ موجود ہے۔ حدیث میں ذکر ہے کہ جب دجال نکلے گا تو ستر ہزار یہودی اس کے ساتھ اصفہان سے نکلیں گے اور اس بارے میں عیسائیوں اور مسلمانوں کا عقیدہ ایک ہے کہ یہودیوں کا جو مسیحا آئے گا وہ حضرت عیسیٰ نہیں ہوں گے بلکہ وہ دجال ہوگا۔

سوال: وزیر اعظم پاکستان نے اپنے حالیہ دورہ افغانستان میں قندوز کے مدرسے میں ہونے والی درندگی پر افغان حکومت سے احتجاج کیوں نہیں کیا؟

ایوب بیگ مرزا: اس حوالے سے ہم اپنے وزیر اعظم سے احتجاج کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دورہ پہلے سے طے شدہ شیڈول کے مطابق تھا لیکن جس قدر سفاکی اور درندگی کا مظاہرہ قندوز میں کیا گیا ہے اس پر احتجاج تو بنتا تھا کیونکہ یہ ظلم صرف افغان حکومت نے کیا ہے۔ اب امریکہ نے بھی صاف کہہ دیا کہ اس واقعے میں ہم ملوث نہیں ہیں۔ دیکھئے جس طرح پہلے یہاں پشاور میں مدرسہ پر ڈرون حملے سے بچے شہید ہوئے تھے جس پر سب نے مذمت کی تھی اور سب لوگ دکھی ہوئے تھے۔ قندوز کے واقعے میں جو بچے شہید ہوئے ہیں وہ پشاور والے بچوں سے بھی چھوٹے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب کو اس موقع پر اپنا دورہ کینسل نہ سہی لیکن ملتوی تو کرنا چاہیے تھا تاکہ کچھ لوگوں کا غم کم ہوتا۔

سوال: حال ہی میں ایک امریکی فوجی اتاشی نے اسلام آباد میں کچھ موٹر سائیکل سواروں کو کچل دیا جن میں سے ایک فوت بھی ہو گیا۔ اس کے بارے کہا جا رہا ہے کہ اس کو سفارتی استثناء حاصل ہے۔ کیا سفارتی استثناء ملا عبدالسلام ضعیف کو حاصل نہیں تھا؟

ایوب بیگ مرزا: آج کے دور میں سب سے بڑا جرم ضعیفی (کمزور ہونا) ہے۔ اسی طرح کا ایکسیڈنٹ امریکہ میں ہوا تھا۔ دوسرے ملک کے سفارتی اہلکار نے ایک امریکی کو مار دیا تھا تو امریکہ نے اس ملک سے کہا تھا کہ سفارتی استثناء کا مطلب Licence to kill نہیں ہوتا۔ لیکن یہاں اس کو فوری طور پر چھوڑ دیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کا میڈیکل ٹیسٹ بھی نہیں کیا گیا اور وہ اپنی ایمبیسی میں پہنچ گیا۔ ایمبیسی میں پولیس داخل نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ قانون ہے۔ لیکن اس نے جب فرار ہونے کی کوشش کی تو ائیر پورٹ کے قریب اسے پتا چلا کہ آگے اس حوالے سے ناکہ لگا ہوا ہے۔ وہ پھر واپس ایمبیسی میں گیا۔ اب چاہیے تو یہ تھا کہ اس کو ایمبیسی سے باہر نکلتے ہی پکڑ لیا جاتا۔ لیکن ہماری غلامانہ سوچ کی انتہا یہ ہے کہ اس نے تو صرف ایکسیڈنٹ کیا تھا، ریمنڈ ڈیوس نے سرعام بندے قتل کیے تھے لیکن اس کو بھی باعزت امریکہ کے حوالے کیا گیا۔

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: امریکہ میں انڈیا کی ایک سفارتی اہلکار خاتون نے کوئی جرم کیا تھا اور ایمبیسی میں پناہ

لی تھی لیکن امریکہ نے پریشر ڈال کر اس کو باقاعدہ گرفتار کیا۔ البتہ بعد میں ڈپلومیٹک انداز میں اس کو چھوڑ دیا گیا۔ اس آدمی کو بھی کچھ نہیں کہا جائے گا۔ اگر گرفتار بھی ہو جائے تو چھوڑ دیا جائے گا۔ لیکن جس طرح دورِ جاہلیت میں مدینہ کے دو قبائل اوس اور خزرج میں ایک عجیب قانون ہوتا تھا کہ اگر کوئی خزرجی اوسی کے ہاتھوں مارا جائے تو بدلے میں تین اوسی مارے جائیں گے۔ اسی طرح کا معاملہ یہاں ہے کہ امریکہ کے کسی فرد کو خاص سٹیٹس حاصل ہے اس کے خلاف کوئی مقدمہ نہیں ہوسکتا۔ امریکہ اس وقت دنیا کا فرعون بنا ہوا ہے۔ اس کے فوجیوں، شہریوں اور اس کے ڈپلومیٹس کو ہر ملک میں خصوصی اختیارات حاصل ہیں۔

سوال: دنیا میں قیامِ امن کے لیے نظریاتی ریاست پاکستان کو کیا رول ادا کرنا چاہیے؟

ڈاکٹر غلام مرتضیٰ: اس وقت دنیا کے نقشے پر پاکستان واحد ملک ہے جو نظریاتی بنیاد پر وجود میں آیا تھا۔ یہ دوسری بات ہے کہ ہم اس کو ایک نظریاتی ریاست بنا نہیں سکے۔ حالانکہ ہم نے اللہ سے وعدہ کیا تھا۔ اگر ہم اس کو نظریاتی بناتے تو اس وقت بہت طاقتور قوم ہوتے اور ہماری ضعیفی بالکل نہ ہوتی بلکہ ہم امت مسلمہ کو نظریات کی بنیاد پر لیڈ کر رہے ہوتے۔ ایک زمانے میں ہم نے کچھ مسلمان ممالک کی امداد کی تھی۔ لیکن اب ہم تنزلی کی اس سطح پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم دوسرے ملکوں کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ وہ ہماری مدد کریں۔ اس وقت ہمارا کوئی لیڈنگ رول نظر نہیں آتا جب تک ہم اس ملک کو واقعی نظریاتی ریاست بنا نہ لیں اور اس ملک میں اسلام نافذ کر نہ لیں ہم دنیا میں کوئی کردار ادا نہیں کر سکتے۔ علاوہ اقبال کا ویژن تھا کہ ہم اس ملک میں اسلام کا عادلانہ نظام قائم کر کے دکھائیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ تقدیر مبرم ہے کہ ہندوستان کے شمال مشرق میں ایک اسلامی ریاست قائم ہوگی جو دنیا کو اسلام کا صحیح روشن چہرہ دکھائے گی کہ اسلام کا عادلانہ نظام کیا ہے۔

ایوب بیگ مرزا: موجودہ صورت حال میں کسی نے بہت اچھا تبصرہ کیا ہے کہ ستر سال پہلے ایک قوم تھی جسے ایک ریاست کی تلاش تھی۔ آج ستر سال بعد ریاست ہے جسے ایک قوم کی تلاش ہے۔ کیونکہ اس وقت پاکستان میں مختلف قومیتیں ہیں۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

سیکولرز و لبرلز کا اصل چہرہ اور ان کا ایجنڈا

پروفیسر ڈاکٹر جمعہ خان کاکڑ
kakarmedicalentomologist@yahoo.com

سیکولر، لبرل وقوم پرست طبقے کی ذہنیت اور ان کی طرف سے اس مضمون میں پیش کیے گئے جوابی بیانیہ سے میں (راقم) اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ میرا مقصد ان کے مائنڈ سیٹ کو بیان کرنا ہے۔ اللہ کے دین کے آئینی و قانونی نفاذ وغلبہ کی مخالفت تو یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں اور ان کی حکومتوں کی طرف سے ہونا سمجھ میں آتی ہے مگر جو خود کو مسلمان کہتے ہیں ان کی طرف سے اس کی شدید مخالفت کیوں ہو رہی ہے؟ یہ سمجھ میں نہیں آتا۔ ان (لبرلز و سیکولرز) کا کہنا یہ ہے کہ چودہ سو سال پہلے والے اس فرسودہ نظام زندگی اور اس کے فرسودہ قوانین کی ہمارے اس روشن پاکستان میں کوئی گنجائش نہیں۔ اس پر ایک مسلمان سوچتا ہے کہ اچھا! تو یہ پاکستان تمہارا ہے۔ یہ جانتا تو گھر کو نہ لٹاتا میں، سکھوں کی تلواروں سے اپنی اولاد کو نہ کٹواتا میں۔ حالانکہ یہ ملک سب کا ہے، اس کے لیے سب نے قربانیاں دی ہیں۔ تم کہتے ہو یہ اللہ کے قوانین ہماری نظر میں فرسودہ ہیں، ڈرو! اس سے پہلے کہ اللہ شکل وصورت ہی بگاڑ دے۔ تم کہتے ہو عدالت، سیاست، انتظامیہ، منڈی، بازار و بینک کے معاملات سے دین کو دور ہی رکھو۔ قرآن وسنت کو مسجد تک ہی محدود رکھو۔ حالانکہ قرآن وسنت کا آئینی و قانونی نفاذ اور قیام و عمل داری کی جدوجہد ہر کلمہ گو مسلمان کا دینی فریضہ ہے۔ قرآن اسی لیے نازل کیا گیا کہ انسان اپنی زندگی کے تمام معاملات میں اس کی پیش کردہ تعلیمات پر عمل کرے تاکہ وہ فلاح پا سکے۔ بصورت دیگر اللہ کے عذاب کا مستحق ہوگا۔ اللہ کے احکامات پر عمل کرنے سے انکاری قوم عاد، ثمود، لوط، شعیب، فرعون اور حجر والے مٹا دیے گئے۔ تم کس کھیت کی مولی ہو؟ تم کہتے ہو ہماری پشت پر مشرق اور مغرب کی ہندو، بدھ مت وعیسائی قوتیں کھڑی ہیں، سپر پاور امریکہ اور نیٹو بھی ہمارے ساتھ ہے۔ حالانکہ یہ ساری قوتیں مل کر بھی آ جائیں تو ایمان والوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ افغانستان میں ان کا حشر تمہارے سامنے ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ تم ایمان کے دعویدار بھی بنتے ہو اور اسلام سے دشمنی بھی کرتے ہو۔ کیا تم انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین کو اللہ کے قوانین سے مقدم سمجھتے ہو؟ یہی تمہاری بربادی کی خشتِ اول ہے۔ تمہارے نزدیک مسلمانانِ عرب کا شدید ترین جرم یہ ہے کہ ان میں کہیں بھی خلافت پر مبنی انتظامیہ نہیں ہے۔ خاندانی ملوکیت قائم ہے جو خلافت کی ضد ہے۔ چنانچہ امت مسلمہ کے سب سے بڑے مجرم مسلمانانِ عرب ہیں۔ ٹھیک کہتے ہو لیکن اپنے بارے میں کیا کہو گے؟ ہمیں بھی تو اللہ نے ہماری منتوں کے عوض مشروط طور پر دو پاکستان دیئے تھے۔ مگر ہم نے یہاں خلافت پر مبنی انتظامیہ قائم نہیں کی۔ قرآن وسنت پر مبنی آئین پاکستان کی تشکیل نہیں کی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ کی ناراضگی کے سبب اللہ کے عذاب کے کوڑے پڑنا شروع ہو گئے ہیں۔ ملک دولخت ہو گیا، مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن کر پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کی گود میں جا بیٹھا۔ لاکھوں مسلمانوں کی قیمت دے کر وجود میں آنے والے پاکستان میں اسلامی نظام موجود ہی نہیں۔ سیکولر حکمرانوں نے اللہ سے بے وفائی کی ہے، غداری کی ہے اور وعدہ خلافی کی ہے۔

''بحر و بر میں فساد رونما ہو گیا لوگوں کے کرتوتوں کے سبب تاکہ (اللہ) مزا چکھائے ان کو ان کے بعض اعمال کا، شاید کہ وہ باز آئیں'' (روم: 41)

سب سے زیادہ ذمہ داری حکمرانوں اور ریاستی اداروں کی ہی بنتی ہے کہ وہ ملک میں دین حق کا نظام قائم کریں اور اس کے لیے آئین پاکستان میں نئی ترامیم کریں تاکہ علامہ اقبال اور قائداعظم کے خواب پورے ہو سکیں اور پاک وطن میں دین اللہ کا جھنڈا لہرائے اور اگر ایسا ہوگا تو تب ہی ملک بچے گا۔ اگر تمہارے پاس اس کے علاوہ کوئی اور دلیل ہے تو لے آؤ! مگر تم نہیں لا سکتے۔ تو پھر فرار کا فائدہ؟ 70 سال سے فرار کا راستہ اختیار کر کے تم نے کیا حاصل کیا؟ اُلٹا کھو دیا ہے۔ تو لہٰذا راستہ ایک ہی ہے کہ آیئے مسلمان ہو کر اسلامی دشمنی کا مظاہرہ مت کیجیے! بلکہ سب مل کر اس ملک میں اللہ کا دین قائم کریں تاکہ اللہ سے کیا گیا وعدہ پورا ہو سکے اور اللہ کی رحمتیں ہمارے شامل حال ہو سکیں۔ آیئے کہ ابھی شاید مہلت باقی ہے۔

جن کو اپنی خبر نہیں ہوتی

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ایک طرف ہم امریکی ناراضگی اور ڈو مور کے شکنجے میں گرفتار ہیں۔ مسلسل ہماری بانہہ مروڑی جا رہی ہے۔ جنوری میں ہماری 2 ملین ڈالر کی دفاعی امداد روکی تھی حسب سابق حقانی گروپ کا نام لے کر۔ اب شنید ہے کہ سویلین امداد کے 265 ملین بھی روکے جائیں گے۔ خیال ہے کہ آگے چل کر یہ مخالفت آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کے قرضوں پر بھی اثر انداز ہوگی۔ ہمارا بھی تو حال یہ ہے کہ: چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی۔ اپنے ادارے، صنعتیں، وسائل اپنے ہاتھوں تباہ کر کے (پی آئی اے، سٹیل مل جیسے) اپنے ڈیم نہ بنائے اور دریا بھارت کو سونپ کر، بجلی پانی سے محرومی کا خود انتظام کر کے، کشکول اٹھائے پھرتے ہیں۔ اللوں تللوں اور دونوں ہاتھوں سے غیر پیداواری اخراجات میں قومی خزانہ لٹانے میں ہمارا کوئی ثانی نہیں۔ ایک چھوٹا سا واقعہ اس کی دلیل ہے۔ ہمارے مرنجاں مرنج صدر ممنون صاحب نے جب ٹرین کا ایک سفر کیا تھا اہل خانہ کے ساتھ تو 3 کروڑ میں یہ سفر طے کیا گیا تھا۔ 8 انجن استعمال ہوئے۔ 400 اہلکاروں کی ڈیوٹی لگی تھی۔ عوام اس دوران سٹیشنوں پر انگریزی میں سفر (suffer) کرتے رہے۔ اس سے بہت زیادہ اخراجات ایسے ہی کھیل تماشوں میں اڑا کر ہمیں بھیک مانگنی اور امریکی گھرکیاں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ صدر صاحب تو پھر نسبتاً سادہ آدمی ہیں۔ بجٹ پر حکمران، جج، بیوروکریٹ، جرنیل یکساں طور پر بھاری پڑے ہیں۔ دوسری جانب سیاست دانوں کی زبانی، عزائم ملاحظہ ہوں۔ زرداری صاحب فرماتے ہیں: ''حکومت بنا کر ڈرائیونگ سیٹ پر خود بیٹھوں گا۔'' (اگرچہ جانتے ہیں کہ یہ گاڑی چلتی ریموٹ سے ہے۔ کنٹرول بوٹ والوں کے ہاتھ میں رہتا ہے!) عمران خان صاحب فرماتے ہیں: ''الیکشن میں تمام جماعتوں کو پھینٹی لگادوں گا۔ نواز، زرداری چور ہیں۔ شہباز کو نوکری نہیں ملے گی۔'' یہ تو لیڈروں کا طرز تخاطب ہے! تمہی کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے۔

دوسری طرف لوٹا کریسی پورے جوبن پر ''عوامی نمائندوں'' کے اخلاق و کردار پر بھرپور روشنی ڈال رہی ہے۔ ہم کہاں سے چل کر کہاں پہنچ گئے۔ بہت اچھے رہے علامہ اقبال کہ خواب دیکھ کر دنیا سے رخصت ہوئے اور قائداعظم، کہ ملک بنا کر جیسے تیسے دفنا دیئے گئے۔ رہی اس سے پہلے کی تاریخ، تو وہ ہمارے نصابوں کا حصہ نہیں رہی کہ ہمارے بچوں کو پتا ہوتا کہ:

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوش محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاج سردارا!

آج کے داراؤں کے ہم جوتے چاٹنے والے بن چکے ہیں، تاریخ بھلا کر دیوانے ہو گئے۔ 8 صدیاں ہم نے سپین پر شاندار حکمرانی۔ 6 صدیاں خلافت عثمانیہ 3 براعظموں پر حکمران رہی۔ خلافت راشدہ یا عمر بن عبدالعزیزؒ سے موازنہ نہ کیا کریں۔

وہ فریب خوردہ شاہیں جو پلا ہو کرگسوں میں
اسے کیا خبر کہ کیا ہے رہ و رسم شاہبازی!

خلفائے راشدین وہ تھے جو روتے ہوئے زور زبردستی کرسیٔ اقتدار پر بٹھائے جاتے اور اللہ سے لرزاں و ترساں، جوابدہی کے خوف سے کانپتے دنیا سے رخصت ہوتے۔ ہمارے والے دھکم پیل، آپا دھاپی، میری باری کے نعرے لگاتے، شیروانیاں سلوا سلوا کر کرسی کے لیے بے حال ہوئے جاتے ہیں۔ بھنگڑے ڈالتے، آتش بازیاں کرتے کرسی پر بیٹھتے ہیں۔ ایک مفلوک الحال ملک کی تار تار معیشت سے بھی ان کی تجوریاں بھرتی ہیں۔ نجانے کیا شعبدہ ہے! وہاں 2 لاکھ مربع میل کا حاکم (عمر فاروقؓ) راتوں کو عوام کی پہرے داری کرتا، پیوند لگے کرتے میں ملبوس تھکا ہارا خلیفہ ایک گدھا سوار سے لفٹ لے کر شہر میں ڈیوٹیاں نبھاتا واپس آ رہا ہے! چشم فلک اس مسجود ملائک کے یوں ذمہ داریوں کے بوجھ تلے غم سے گھلتے پستے کو دیکھ کر روئی ہوگی! ہمارے حکمرانوں کا ایک ایک قدم...... جب وہ اپنے عشرت کدوں سے نکل کر سڑک پر تشریف لاتے ہیں، قوم کو لاکھوں کا پڑتا ہے۔ ہٹو بچو۔ آگے پیچھے گاڑیاں، ایمبولینس، فائر بریگیڈ اور اوپر اڑتے فضائی نگرانی والے ہیلی کاپٹر! اگرچہ ان میں سے کوئی ایک سہولت بھی ملک الموت پروف نہیں ہوتی! قبرستانوں میں سارے پیش رو آباد عبرت کی کہانیاں سنا رہے ہیں، لیکن کیا کیجیے کہ نشہ اقتدار سب کچھ بھلا دیتا ہے۔ ﴿حتیٰ زرتم المقابر﴾ یہاں تک کہ قبروں کے منہ کھل جاتے ہیں!

ایٹمی پاکستان کی بے بسی کا یہ عالم ہے کہ امریکی دفاعی اتاشی، بڑے بمپروں والی جناتی امریکی گاڑی، لال بتی کی خلاف ورزی کر کے موٹر سائیکل پر دن دہاڑے چڑھ دوڑا۔ ایک نوجوان کی جان لے لی دوسرے کو شدید زخمی کر دیا۔ نشے میں تھا۔ نشہ دو آتشہ تھا۔ ایک امریکی ہونے کا، دوسرا شراب کا۔ ایسے 4 واقعات پہلے ہو چکے۔ ریمنڈ ڈیوس، امریکی جاسوس کے سرعام دو نوجوانوں کے قتل اور ایک کو امریکی گاڑی تلے کچلے جانے کے باوجود ہم نے جو وی آئی پی سلوک کیا تھا، یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ ان کے حوصلے ہیں زیاد! سوشل میڈیا پر پورے واقعے کی وڈیو آ جانے پر حکومت پھنس گئی۔ امریکی سفیر طلب کر لیا گیا۔ متکبر امریکہ کیونکر یہ جسارت برداشت کرتا۔ قانون کی حکمرانی کی بات اب ہم کیسے کریں جب سالہا سال پاکستان امریکہ کی چراگاہ بنا رہا۔ ہماری ہواؤں، فضاؤں، ہوائی اڈوں، سڑکوں کو اس کے گویا حوالے کیے رکھا۔ کون سی خدمت ہم نے نہ کی؟ 400 ڈرون حملے مشترکہ آپریشنوں کے تحت ہوتے رہے۔ پاکستانی جان کی حرمت ہم نے خود ہی حقیر کر دی۔ امریکہ پاکستان کو اپنی کالونی سمجھ کر برتتا رہا ہے۔ سو ہماری اس غیر معمولی جسارت پر اسے پتنگے لگ گئے۔ اس کی سزا واشنگٹن میں پاکستانی سفارتی عملے پر پابندیاں عائد کر کے دینی زیر غور ہے! نیز اپنے اتاشی کو تفتیش کے لیے ہمارے حکام کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ خود امریکہ کا حال یہ ہے کہ یو این او میں پاکستانی سفیر منیر اکرم کا اپنی غیر ملکی بیوی سے جھگڑا ہو گیا۔ اس پر خاتون نے پولیس کو فون کر دیا۔ تاہم اس دوران باہم تصفیہ ہو گیا اور اس نے پولیس واپس بھجوا دی۔ لیکن امریکی انتظامیہ سینئر ترین سفارتکار کو گرفتار کرنے پر مصر رہی۔ ایک تھپڑ کے نتیجے میں! شام میں اس دوران ڈوما پر کیمیائی حملے کی خوفناک

کارروائی سامنے آئی۔ 2013ء سے بین الاقوامی طور پر ممنوعہ کلورین گیس وغیرہ کا یہ 18 واں حملہ تھا۔ یہ تمام حملے ننھے بچوں عورتوں کی بڑی تعداد کے نشانہ بننے کے باوجود جاری وساری رہے۔ اس مرتبہ بھی معصوم بچوں کو کربناک اذیت میں مبتلا دیکھا گیا۔ 70 افراد شہید ہوئے۔ تصاویر، وڈیوز میں خاندانوں کی بکھری لاشیں نمایاں ہیں۔ 1000 افراد علاوہ ازیں متاثرین میں سے ہیں۔ ناکافی طبی سہولتوں میں ہلاکتیں بڑھنے کا اندیشہ ہے۔ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کی طرف سے 14 اپریل (خالی شدہ عمارتوں پر میزائلہ برسانے کا بشار اور اس کی اتحادی قوتوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ یہ نرا ڈراما نوی اشک شوئی ہے۔ اس سے شام کی جنگ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔) بمطابق مروان بشار، سینئر تجزیہ نگار الجزیرہ (ہم مسلمان شہ سرخیاں لگا کر بلاوجہ خوشیاں منا رہے ہیں۔ سورۃ النساء پکار رہی ہے آج بھی: ''آخر کیا وجہ ہے کہ تم اللہ کی راہ میں ان بے بس مردوں، عورتوں اور بچوں کی خاطر نہ لڑو جو کمزور پا کر دبا لیے گئے ہیں اور فریاد کر رہے ہیں کہ خدایا ہم کو اس بستی سے نکال جس کے باشندے ظالم ہیں اور اپنی طرف سے ہمارا کوئی حامی و مددگار پیدا کر دے۔'' (آیت:75)

امت کہاں ہے؟ ایٹمی پاکستان اور سعودی عرب، کہاں ہے امت کی امیدوں کا مرکز؟ اور اسلامی اتحادی فوج؟ عالمی دہشت گرد ممالک نے ان بے بس مردوں عورتوں بچوں پر انتہاپسندی دہشت گردی کا ٹیگ (Tag) لگا کر ان کی مدد کو جرم قرار دے رکھا ہے۔ سو جلتے، سسکتے شام سے منہ موڑے سعودی ولی عہد فرانس میں فرانسیسی اوپرا کمپنی سے معاہدہ کر رہے تھے۔ موسیقی اور رقص وسرود کی تربیت سعودی عرب میں یہ کمپنی فراہم کرے گی۔ پیچھے لا الہ والا جھنڈا لگا ہے! فی الوقت سعودی عرب میں پہلوٹھی کا فیشن ویک ہو رہا ہے۔ سعودی اور مشرقی یورپ کی فیشن سے منسلک عورتیں ماڈل، مرد ریاض کے رٹز کارلٹن ہوٹل میں یکجا ہیں۔ 1500 لوگ متوقع ہیں۔ 400 بیرون ملک سے۔ لیلیٰ عیسیٰ ابوزید جو اس کی مہتمم ہیں (عرب فیشن کونسل کی ڈائریکٹر! سعودی عرب اور امارات اپنی امارت کے نئے مصارف میں مگن ہیں)۔ فیشن ویک سے مقامی ''صلاحیتوں'' کی جلا اور معاشی سرگرمی کے فوائد گنوا رہی تھیں۔ ان کی خواہش ہے کہ پیرس کے فیشن ویک کی ٹکر پر یہ سب ہو پائے (سرزمین حرمین شریفین میں!) اوپرا، آرکسٹرا اور فیشن ویک نے تاریخ میں جلتے روم میں بانسری بجاتے نیرو کی یاد تازہ کر دی۔ باوجودیکہ ہمارے سارے نیرو کلمہ گو ہیں اور شامی مظلومین بھی!

جن کو اپنی خبر نہیں ہوتی
ان کو ہم سربراہ رکھتے ہیں

☆☆☆

بقیہ: منبر و محراب

یہ بھی ایک انسان کی فطرت کی آواز ہے جبکہ یہی وہ آفاقی تعلیمات ہیں جو ہر نبی نے اپنی قوم یا امت کو دی ہیں۔

﴿وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ مَرَحًا ۖ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُورٍ ﴿١٨﴾﴾ ''اور اپنے گالوں کو پھلا کر مت رکھو لوگوں کے سامنے اور زمین میں اکڑ کر مت چلو۔ یقیناً اللہ ہر شیخی خورے، تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا۔''

'گالوں کو پھلا کر رکھنا' عربی زبان کا محاورہ ہے جس کے معنی ہیں کسی کے ساتھ تکبر اور غرور سے پیش آنا، کسی سے سیدھے منہ بات نہ کرنا۔ وہ شخص جو تکبر کا مظاہرہ کر رہا ہو وہ اپنے آپ کو پتا نہیں کیا سمجھ رہا ہوتا ہے لیکن سب لوگ اس کے بارے میں منفی رائے ہی رکھتے ہیں چاہے زبان سے کچھ نہ کہیں۔ لیکن اللہ کے ہاں تو یہ عمل انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ لہٰذا حضرت لقمان علیہ السلام نے بھی اپنے بیٹے کو اس عمل سے بچنے کی نصیحت کی اور اسلامی تعلیمات بھی یہی ہیں۔

﴿وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِن صَوْتِكَ ۚ إِنَّ أَنكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ ﴿١٩﴾﴾ ''اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو، اور اپنی آواز کو پست رکھو۔ یقیناً سب سے ناپسندیدہ آواز گدھے کی آواز ہے۔''

انسان کی چال میں بھی اعتدال ہونا چاہیے اور بغیر کسی ضرورت کے زور زور سے بولنا بھی کوئی اچھی بات نہیں ہے۔ انسانی فطرت اس کو ناپسند کرتی ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام نے جتنی نصیحتیں اپنے بیٹے کو کی ہیں وہ ہو بہو وہی ہیں جو اسلامی تعلیمات ہیں۔ ثابت ہوا کہ اسلام کی تعلیمات عین فطرت کے مطابق ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دین فطرت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ
''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی
''قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمد للہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز، قرآن اکیڈمی، K-36، ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501(92-42) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

ہمیں کون سا مستقبل سنوارنا ہے؟

میجر (ر) اخلاق محمود

جب ایک انسان پیدا ہوتا ہے تو اس گھر میں خوشیاں آتی ہیں۔ کوئی بھی اپنی مرضی سے ماں باپ یا گھر متعین نہیں کرتا۔ بلکہ اللہ کی مرضی ہے کہ کسی کو بادشاہ کے گھر پیدا کر دے اور کسی کو فقیر کے گھر۔ لڑکا یا لڑکی ہونے کی صورت میں والدین اس کے پہلے دن سے مستقبل کی فکر کے لیے محنت اور منصوبہ بندی شروع کر دیتے ہیں۔ میرے ساتھ بھی بالکل ایسا ہی ہوا اور میرے والدین نے بھی اپنی حیثیت کے مطابق اپنی سوچ سمجھ استعمال کر کے ہمیں سکول بھیج دیا تا کہ اس کا مستقبل بہتر ہو جائے۔ اور اس کے لیے دن رات محنت شروع کر دی۔ ماں باپ نے مہربانی کی اور یسرنا القرآن (قاعدہ) پھر قرآن مجید پڑھوا کر ہمارے لیے ایک بہت بڑا دینی فریضہ ادا کر دیا۔ (جس پر میں تہہ دل سے اپنے والدین کا شکر گزار ہوں)

بہر حال ہم نے بھی اپنی پوری کوشش کی اور اپنے مستقبل کو بہتر کرنے کے لیے میٹرک تک پہنچ گئے۔ جو بھی ملتا بس یہی کہتا کہ اچھے نمبر لو تا کہ اچھے کالج میں داخلہ مل جائے گا تو مستقبل بن جائے گا۔ پھر کالج کا زمانہ شروع ہوا کچھ ساتھی کتابوں میں' کچھ کھیل میں اور کچھ دیگر مشغلوں میں مصروف ہو گئے۔ کچھ تو زندگی کے اس نازک دور میں بہت پیچھے چلے گئے۔ بہر حال پھر اگلا مرحلہ آیا تو کچھ Professional کالجوں میں چلے گئے اور ہر ایک یہ کہنے لگا کہ ان کا مستقبل تو بن گیا۔ مجھ جیسے چند ساتھی آرمی کا امتحان پاس کرتے ہوئے پاکستان ملٹری اکیڈمی پہنچے اور پھر ملٹری کی وہ سخت ٹریننگ شروع ہوئی کہ گزرے دن اچھے لگنے لگے۔ مگر مسئلہ وہاں پر بھی وہی مستقبل کا تھا۔ استادوں نے کہا محنت کرو تا کہ تمہارا مستقبل بہتر ہو۔ بہر حال ایک صبح جبکہ بے تحاشا بارش ہو رہی تھی تو ہماری پاسنگ آوٹ پریڈ (Passing out parade) ہوئی اور جس اکیڈمی نے اپنی آغوش میں لیا تھا اسی نے بارش میں گیٹ سے باہر نکالا اور پہلی دفعہ ہمیں احساس ہوا کہ مستقبل گیلا بھی ہو سکتا ہے اس لیے ہوشیار رہنے کی ضرورت ہے۔ بہر حال کچھ آگے بڑھے تو والدین نے ہمیں رشتہ ازدواج میں باندھ دیا اور ہم بھی انجام کی پروا کیے بغیر سر جوڑ کر مستقبل کا روگ رونے لگے۔ گاڑی چلی اور کچھ خوش نما نتائج بھی نکلے (جو واقعی بہت خوش نما ہیں) تو ہم نے بھی مستقبل کی لمبی لمبی منصوبہ بندی شروع کر دی اور زندگی کی گاڑی کو چلانے بلکہ دھکیلنے لگے۔ پہلے ہم سمجھتے رہے کہ گاڑی ہم چلا رہے ہیں مگر جب Midage میں پہنچے تو تھوڑا سا شک ہوا کہ گاڑی کبھی اپنی مرضی سے بھی مڑ جاتی ہے۔ حالانکہ ہم اس کو ٹھیک چلا رہے ہوتے ہیں۔ بہر حال سمجھا کہ شاید کچھ خواب خیالی ہو۔ اس کے بعد مختلف ادوار سے ہم گزرے۔ کچھ ساتھی راستہ چھوڑ گئے کچھ ساتھی ساتھ چھوڑتے گئے اور کچھ ساتھی تو دنیا ہی چھوڑ گئے۔ بہر حال تقدیر میں جو لکھا ہوتا ہے وہ ہو کر رہتا ہے اور اب ہم زندگی کے اس موڑ پر آ چکے ہیں کہ اپنی زندگی کی 66 بہاریں دیکھ چکے ہیں اور مستقبل پھر بھی ہمارے آگے ہی ہے۔

ایک فرق ضرور ہے کہ جوانی میں ہم جو یہ سمجھتے تھے کہ گاڑی ہم چلا رہے ہیں اب ہمیں یقین سا ہو گیا ہے کہ زندگی کی گاڑی ہم نہیں چلا رہے، چلانے والی قوت کوئی اور ہے اس یقین کے ساتھ مستقبل یاد آ گیا۔ تو سوچا کہ چلو اب ہی مستقبل بنا لیں یہ جو میں نے مستقبل (future) کی رٹ لگائی ہوئی ہے آئیے اس پر بات ہو جائے۔ ایک مستقل زندگی (eternal life) اور ایک عارضی زندگی (temporary life) ہے۔ انسان کو اس دنیا میں اس لیے بھیجا گیا کہ وہ اپنا مستقبل مستقل زندگی (eternal life) کے لیے بنائے' مگر انسان ہیں کہ صرف عارضی زندگی (Temporary life) کی طرف ہی توجہ دے رہے ہیں اور اپنی تمام صلاحیتیں اس زندگی کے شب و روز گزارنے پر لگے ہوئے ہیں۔ حالانکہ معلوم ہے کہ ہم اپنی مستقل زندگی کی طرف بھاگے جا رہے ہیں۔ ہماری سوچ اور کوشش زیادہ تر عارضی زندگی کی طرف ہے اور ابدی زندگی سے ہم جان بوجھ کر آنکھ چُرا رہے ہیں۔ ایک بچہ بھی اپنے لیے وہ پسند کرے گا جو مضبوط ہو، مستقل ہو اور اس کے لیے نہ ختم ہونے والا سامان ہو۔ اگر ایک بچے کی سوچ مستقل مزاجی کی طرف گامزن ہے تو آئیے! ہم بھی سوچیں اور چند سوالوں کے جواب خود تلاش کریں۔

(1) میں کس لیے اس دنیا میں بھیجا گیا ہوں؟

(2) جس دوڑ دھوپ میں میں لگا ہوا ہوں اس کا فائدہ کب تک ہے آیا یہ مستقل ہے یا عارضی ہے؟

(3) کیا مجھے مستقل زندگی (life after death) کے لیے کیسے کام کرنے کی ضرورت ہے؟

(4) کیا وہ ذات جو ہماری زندگی کی گاڑی چلا رہی ہے اس نے اس دنیا میں رہنے کے لیے کچھ ہدایات دی ہیں؟

(5) اور آیا مستقبل کیا یہی دنیا کی زینت ہے یا اور بھی کوئی جہان ہے جس میں ہم نے اپنے اچھے اور بُرے اعمال کا حساب دینا ہے؟

اس ذات کی قسم جس نے یہ دنیا بنائی ہے اور جو میرا' آپ کا اور تمام جہانوں کا مالک و خالق ہے اس نے ان تمام سوالوں کے جواب ایک کتاب قرآن مجید میں آج سے 1400 سال پہلے ہم تک پہنچا دیئے تھے۔ آؤ اس کو سمجھ کر پڑھیں اور ان سوالوں کے جوابات تلاش کر کے اس ہدایت پر عمل کریں جو اس کتاب میں دی گئی ہے۔

اس اللہ کی قسم جس نے یہ کائنات بنائی ہے' جس نے جنت اور دوزخ بنائی ہے اس نے اس کتاب کے ساتھ ایک استاد بھی بھیجا جو ہمارے پیارے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفی ﷺ کی ذات ہے۔ یہ کتاب قرآن مجید حضرت محمد ﷺ کے قلب پر ہی اتاری گئی تھی۔ جنہوں نے اس کتاب پر عمل کر کے پوری دنیا کو دکھا دیا اور ایک مثال قائم کر دی تا کہ آئندہ نسلیں اس پر عمل کریں۔ آؤ ہم رسول اللہ ﷺ کی سیرت اور سنت کو پکڑ کر اپنے لیے اس مستقبل کی تیاری کریں جو ابدی ہے نہ کبھی ختم ہو گا اور نہ ہی اس کی کوئی انتہا ہے۔ بصورت دیگر فیل ہونے کی صورت میں ابدی دوزخ (جہنم کی آگ) جس میں رہنا پڑے گا اور وہ بہت ہی بُرا ٹھکانا ہے۔

اس مختصر سی زندگی (uncertain life) میں کوئی بادشاہ بنا دیا گیا اور کوئی فقیر پھر جب اگلے جہان کو Transfer ہو گی تو نہ بادشاہ (بقیہ صفحہ 17 پر)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

اجتماع 8 اپریل بروز اتوار مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس میں منعقد ہوا۔ اس اجتماع کا عنوان استقبال شھر المبارک رکھا گیا تھا۔ میزبانی کے فرائض معتمد حلقہ عبید احمد نے ادا کیے۔ اجتماع کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے کیا گیا۔ قرآن اکیڈمی کے رفیق تنظیم جناب قاری امداد اللہ نے سورۃ البقرہ کے 23 ویں رکوع کی ترتیل کے ساتھ دلنشین تلاوت کر کے سامعین کے دلوں کو نورِ قرآن سے منور کیا۔ سورۃ البقرہ کے 23 ویں رکوع کا ترجمہ اور مختصر تشریح کا ویڈیو کلپ از بانی محترمؒ، امیر محترم، انجینئر نویدؒ، ڈاکٹر عبدالسمیع، خالد محمود عباسی اور شجاع الدین شیخ دکھایا گیا۔ جس میں انہوں نے قرآنی آیات کی روشنی میں رمضان کے معنی، روزہ کے احکام اور قیام اللیل کے مقصد و مفہوم کی وضاحت کی۔ بعدازاں تذکیر بالحدیث کے ضمن میں ''تین عشروں کی فضیلت'' حافظ حماد الرحمان ترک نے بیان کی۔ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق رمضان کا پہلا عشرہ رحمت ہے، دوسرا عشرہ مغفرت اور تیسرا جہنم سے آزادی کا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ''اللہ فرماتا ہے کہ روزہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا''۔ رسول ﷺ نے فرمایا کہ ''جنت کا ایک دروازہ ہے جس کا نام ہے ریان، اس سے صرف روزہ دار داخل ہوں گے۔'' اس مہینے میں اللہ کی طرف سے یہ خصوصی انعام ہوتا ہے کہ رمضان کا مہینہ آتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جہنم کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو جکڑ دیا جاتا ہے اور وہ انسان بڑا بدبخت ہے جو رمضان کے مہینہ پائے اور اپنی مغفرت نہ کروا سکے۔ ان کے بعد امیر تنظیم کورنگی وسطی جناب عامر خان نے رمضان، دعوت دین کا بہترین موقع کے عنوان سے گفتگو فرمائی۔ آپ نے کہا کہ دعوت دین کی ذمہ داری ہم پر اسی طرح سے فرض ہے جیسے نماز فرض ہے، یہ کوئی اضافی نیکی یا نفل کام نہیں ہے۔ یہ آخرت میں ہماری نجات کے لیے لازمی وصف ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خیرامت اسی عمل کی بنا پر کہا ہے۔ بعدازاں راقم نے رمضان المبارک اور جود و سخاوت پر تذکیری بیان کیا۔ عنوان ''دو روزے'' از سید ابوالحسن ندویؒ پر مقامی امیر سوسائٹی نعمان آفتاب نے بیان کیا۔ بعدازاں ناظم تربیت اولڈ سٹی تنظیم محمد نعمان نے ''روزہ احساس بندگی کی تازگی کا ذریعہ'' پر خطاب کیا۔

باہمی ملاقات اور چائے کے لیے 20 منٹ کا وقفہ دیا گیا۔ دوران وقفہ امیر حلقہ نے غیر تربیت یافتہ مبتدی اور ملتزم رفقاء کو جمع کیا اور انہیں 14 تا 20 اپریل مسجد ھذا میں مبتدی ملتزم تربیتی کورس میں شرکت کے لیے ترغیب دلائی۔ وقفہ کے بعد ''ملکی حالات کا تجزیہ'' امیر حلقہ کے قانونی مشیر جناب کرنل (ر) محمد امین نے پیش کیا۔ آپ نے سیاسی جماعتوں کی موجودہ صورتحال، پیغام پاکستان، سینیٹ الیکشن 2018ء اور دیگر واقعات کا تذکرہ کیا جو اس سہ ماہی میں رونما ہوئے تھے۔ ان کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت جناب حافظ عمیر انور نے ''روزہ کے احکامات'' سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرض، مسنون، مستحب اور حرام روزوں کا ذکر کیا۔ رمضان کے روزہ کی قضا، کفارہ اور ٹوٹنے کی وجوہات کا بھی مختصر تذکرہ فرمایا۔ بعدازاں حلقہ کے ناظم رابطہ جناب عبدالرزاق کوڈواوی نے ''روزہ دار کے لیے آفات'' کے عنوان سے پُرجوش خطاب کیا۔ انہوں نے چند احادیث مبارکہ ﷺ کی روشنی میں بتایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جنہیں سوائے فاقہ کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اسی طرح بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں جنہیں سوائے رت جگے کے کچھ نہیں ملے گا۔ ''رجوع الی القرآن کورس کی اہمیت اور رفیق تنظیم'' بذریعہ ملٹی میڈیا ناظم تربیت جناب ڈاکٹر محمد الیاس نے ایمان افروز خطاب کیا۔

بعدازاں مقامی تناظیم کے اعتبار سے مذاکرہ کے لیے حلقہ بنا دیئے گئے۔ مقامی امراء نے مذاکرہ کروایا جس کا موضوع تھا ''رمضان المبارک اور رفیق تنظیم کی ذمہ داریاں'' 30 منٹ کے دورانیے پر مشتمل یہ پروگرام رہا۔ آخر میں امیر حلقہ انجینئر نعمان اختر نے ہمارے لیے مقام شکر کے عنوان سے بیان کیا۔ ابتداً آپ نے تمام مدرسین کا شکریہ ادا کیا کہ جن کی محنتوں سے تمام شرکاء رمضان سے قبل رمضان کی تیاریوں کے لیے ذہناً تیار ہو سکے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی ان کیفیات کو قائم و دائم رکھے۔ آپ نے مبتدی، ملتزم، نقباء و امراء کورس کے ساتھ ساتھ علاقائی اجتماع برائے ملتزم رفقاء میں شرکت کے لیے شرکاء کو ترغیب دلائی۔ اس طرح امیر حلقہ کی دعا پر اس بابرکت محفل کا اختتام ہوا۔ (رپورٹ: راؤ محمد سہیل)

حلقہ لاہور غربی و شرقی کا شام کے حوالے سے مشترکہ مظاہرہ

29 مارچ بروز جمعرات رفقاء نے عصر کی نماز پریس کلب شملہ پہاڑی کی مسجد میں ادا کی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد مسجد کے باہر رفقاء اکٹھے ہوئے۔ وہاں پر ناظم مظاہرہ نے شرکا کو ہدایات دیں۔ اس کے بعد تمام رفقاء جھنڈے اور بینرز لے کر پریس کلب کے سامنے سڑک کے دونوں اطراف میں کھڑے ہو گئے۔ بینرز پر ملک شام میں مسلمانوں کی حمایت اور اُن کی تکلیفوں کے حوالے سے عبارات درج تھیں۔

پروگرام کا آغاز چودھری وقاص کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ نقابت کے فرائض عطاء الرحمٰن عارف نے ادا کیے۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مرکزی خطاب تنظیم اسلامی کے ناظم نشر و اشاعت مرزا ایوب بیگ کا تھا۔ انہوں نے تفصیلی منظر و پس منظر کے ساتھ شام اور غوطہ کے حوالے سے تفصیلی خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ شام کی صورت حال امت مسلمہ کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ عالمی طاقتیں اپنے مفادات کا کھیل کھیل رہی ہیں۔ لیکن خون مسلمانوں کا بہہ رہا ہے۔ امریکہ داعش کا کہہ کر بمباری کرتا ہے اور روس بشارالاسد کی حکومت کی پشت پناہی میں شامی مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ مسلمان ممالک اس خوفناک خون ریزی کو روکنے کی تدبیر کرنے کی بجائے عالمی طاقتوں کے آلہ کار بن کر یا محض کرسی واقتدار کی خاطر اس خون ریزی میں اضافہ کا باعث بن رہے ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ شام میں غوطہ لہولہان ہے۔ محمد بن سلیمان ڈونلڈ ٹرمپ سے دوستی نبھاتے ہوئے عالم اسلام کے مفادات پر سودا کر رہے ہیں۔ اسی طرح ترکی اور ایران سمیت تمام مسلمان ممالک اپنے اپنے مفادات کو ترجیح دیتے ہوئے عالم اسلام کے اجتماعی مفاد کے خلاف پالیسیوں پر گامزن ہیں۔ اور ٹھیک اسی وقت اسرائیل نے اپنی جنگی کارروائیاں تیز کر دی ہیں۔ اور وہ مسلمانوں کے قبلہ اول اور مسجد اقصیٰ کی سرزمین پر اپنا دارالخلافہ بنا رہا ہے۔ ان کے خطاب کے بعد تنظیم اسلامی کے رفیق عظیم صاحب نے وہ احادیث پڑھ کر سنائیں جن میں موجودہ دور کی پیش گوئیاں موجود تھیں۔ اس کے بعد نور الوری نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ بشارالاسد قوت و طاقت کے اندھا دھند استعمال سے اپنے اقتدار کو طول دینا چاہتا ہے۔ اس کے بعد تجمل حسن میر صاحب نے گفتگو کی۔ انہوں نے کہا کہ شام کے شہر غوطہ پر شام کی اپنی حکومت نے روس سے مل کر اتنی شدید بمباری کی ہے کہ اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری کو کہنا پڑا کہ محصورین غوطہ کے لیے جہنم زمین پر اتر آئی ہے۔ مگر افسوس کہ یہ المیہ عالم اسلام کے ضمیر کو جھنجوڑنے میں ناکام رہا ہے۔ پروگرام کے دوران رفقاء ہینڈ بل بھی تقسیم کرتے رہے۔ آخر میں محمد بن عبدالرشید رحمانی نے دعا کرائی اور اس پر مظاہرے کا اختتام ہوا۔ (مرتب کنندہ: محمد یونس)

اجتماع ملتزم رفقاء زون شمالی پاکستان

پہلا اجتماع 3، 4 فروری کو زون شمالی پاکستان کے زیراہتمام قرآن کمپلیکس پیپھونٹ، اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ جس میں حلقہ پنجاب پوٹھوہار، پنجاب شمالی، اسلام آباد اور آزاد کشمیر کے ملتزم رفقاء نے شرکت کی۔ اجتماع کا آغاز 3 فروری بروز ہفتہ بعد نماز عصر ہوا جبکہ اختتام 4 فروری بروز اتوار بعد نماز ظہر ہوا۔ یہ اجتماع اس اعتبار سے خصوصی اہمیت کا حامل تھا کہ تمام

مقررین تنظیم کے مرکزی راہنما یعنی امیر محترم حافظ عاکف سعید ڈاکٹر عبدالسمیع، خورشید انجم اور شجاع الدین شیخ تھے جبکہ بانی تنظیم محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی معیت رفقاء کو اُن کے وڈیو خطاب کی شکل میں حاصل رہی۔ اس اجتماع کے خطابات کا مرکزی عنوان ''حزب اللہ کے اوصاف اور امیر و مامورین کا باہمی تعلق'' تھا۔ جس کے ذیلی عنوانات اس اعتبار سے بہت اہمیت رکھتے ہیں کہ تنظیم اور اُسروں کے اجتماعات میں ان کی وقتاً فوقتاً تذکیر ہوتی رہی تھی لیکن کسی ایک نشست میں ان تمام موضوعات کا احاطہ مشکل تھا جس کی وجہ سے فکر کی تازگی کے حوالے سے رفقاء میں ایک تشنگی رہتی تھی جس کی ضرورت کو مرکز نے بروقت محسوس کیا اور اس نوعیت کے خصوصی اجتماعات کے سلسلے کا آغاز کیا تا کہ رفقاء کے ذہنوں میں یہ فکر تازہ ہو سکے کہ اقامت دین کی فرضیت اور اس کی دعوت کی کیا اہمیت ہے اور قرآن کا اس حوالے سے کیا مطالبہ ہے، تاکہ وہ اپنے اندر اقامت دین کے کارکنوں والے اوصاف پیدا کرنے کے لیے کوشاں ہو جائیں اور حزب الشیطان کے مقابلے میں قرآنی ہدایات پر عمل کرتے ہوئے حزب اللہ کا کردار صحیح معنوں میں ادا کرسکیں۔

اسی طرح آج کے جمہوریت پرستی کے دور میں جبکہ اقامت دین کے علمبرداروں کی اکثریت بھی جمہوریت ہی کو دکھوں کا مداوا سمجھ کر اپنی جماعتوں میں اس کو پروان چڑھانے کی کوشش کررہے ہیں رفقاء کے سامنے ایک بار پھر بیعت پر مبنی جماعتی زندگی کی برکات کی نشاندہی کی گئی جو اقامت دین کے لیے جدوجہد کرنے والی جماعت کی صحیح تنظیمی بنیاد ہے۔ اگر یہ بات سمجھ میں آجائے تو پھر اسی کے ساتھ نظم جماعت کی پابندی کی اہمیت اور امراء کا اپنے رفقاء کے ساتھ تعلق بھی واضح ہوجاتا ہے اور جماعتی زندگی کے مہلک مرض نجویٰ کی حقیقت بھی واضح ہوجاتی ہے۔ یہ تمام امور اس جذبے اور لگن کے ساتھ رفقاء کو ذہن نشین کرائے گئے کہ ان کے اندر یہ احساس راسخ ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں کتنے عظیم مشن کے لیے چنا ہے جس کا آغاز ''التائبون'' کے الفاظ سے ہوتا ہے اور اختتام ''وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰہِ'' پر۔ یہی جذبہ تازہ لے کر تمام رفقاء و ذمہ داران نے اپنے گھروں کی راہ لی کہ ہم نے غلبہ دین کی جدوجہد کا کام ہر صورت میں کرنا ہے اور اس تعفن زدہ معاشرے میں مرتے دم تک اُمید کا چراغ جلائے رکھنا ہے۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

حلقہ سکھر کے تحت سہ ماہی تربیتی اجتماع

سہ ماہی تربیتی اجتماع کا انعقاد 18 فروری 2018ء کو ہوا۔ الحمدللہ رفقاء دور دراز سے سفر کی صعوبتیں طے کر کے اجتماع میں بروقت شریک ہوئے۔ ٹھیک 11 بجے اجتماع کا آغاز ہوا۔ تلاوت و ترجمہ کی سعادت حلقہ کے ناظم مالیاتی اسرار احمد شیخ نے حاصل کی۔

اسٹیج سیکریٹری کے فرائض امیر سکھر تنظیم محترم عرفان طارق ہاشمی نے سرانجام دیے۔

اس کے بعد حلقہ کے ناظم دعوت تربیت حافظ ثناء اللہ نے نظم کی پابندی کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کسی بھی جماعت میں نظم کی پابندی ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے جب کہ تنظیم اسلامی نظم کے لحاظ سے ایک منظم دینی اسلامی جماعت ہے جس کا ہر رفیق نظم کی پابندی کا خوگر ہے انہوں نے قرآن پاک کی اس آیت کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مومن تو وہی ہیں جو ایمان لائے اللہ اور اس کے رسول پر اور جب وہ کسی اجتماعی کام میں آپؐ کے ساتھ ہوتے ہیں تو وہاں سے نہیں جاتے یہاں تک کہ آپؐ سے اجازت نہ لے لیں۔ (سورۃ النور)

ساڑھے گیارہ بجے امیر حلقہ سکھر احمد صادق سومرو نے انفاق فی سبیل اللہ کے موضوع پر میر حاصل گفتگو کی انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرنا مال کو بڑھاتا ہے اور اللہ نے اس انفاق کو قرض حسنہ قرار دیا ہے۔ جس کا بدلہ اس بندے کو آخرت میں انعام کے طور پر دیا جائے گا۔

بارہ بجے مقامی تنظیم رحیم یار خان کے مبتدی رفیق محترم عطاء اللہ نے حٰم السجدہ کی آیت ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا﴾ پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا رب ہے اور اس پر ڈٹ گئے تو ان کے لیے بشارتیں ہیں بشارتیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ آیت ہمارے منتخب نصاب کا حصہ بھی ہے جس پر ہمیں بار بار غور کرنا چاہیے تا کہ یہ بات ہمارے ذہنوں میں متصور رہے۔

ساڑھے بارہ بجے ڈاکٹر محمد خالد شفیع نے فرائض دینی کا جامع تصور شرکاء کے سامنے رکھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اوپر انفرادی و اجتماعی طور پر دین کے فریضہ کے حوالے سے کون، کون سی ذمہ داریاں ہیں جن پر انہوں نے تفصیل سے روشنی ڈالیں۔

ایک بجے نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان محترم سید اظہر ریاض نے جو کہ خصوصی طور اس پروگرام میں کراچی سے تشریف لائے تھے نے حلقہ سکھر کا مکمل جائزہ ملٹی میڈیا کے ذریعے شرکاء کے سامنے پیش کیا اور جہاں پر وضاحت کی ضرورت پڑتی تو اس کو واضح کرتے رہے۔

دو بجے نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز اور کھانے کے بعد امیر حلقہ اور اس کے معاونین نے مہانوں کو الوداع کیا۔ (رپورٹ: نصراللہ انصاری، حلقہ سکھر)

بقیہ: ہمیں کون سا مستقبل سنوارنا ہے؟

بادشاہ رہے گا نہ فقیر فقیر۔ کامیاب وہ ہو گا جس میں تقویٰ ہو گا۔

محترم دوستو اور بہنو! کامیاب وہ ہوتا ہے جو مستقل کامیاب ہو۔ ہم نے دنیا کے بہت سے امتحان پاس کیے ہیں مگر ایک امتحان جس کے لیے ہم اس دنیا میں بھیجے گئے ہیں اس کے بارے میں سوچیں اور آج سے بلکہ ابھی سے اللہ کے احکامات کی پیروی شروع کردیں۔ قرآن میں بار ہا آیا ہے۔ ''اللہ کی اطاعت کرو اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرو۔''

آئیے یہ عہد کریں کہ

(1) قرآن مجید کو سمجھ کر پڑھیں گے اور اس پر عمل کریں گے اور اس کا پیغام دوسروں تک پہنچائیں گے۔

(2) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں پر اور آپؐ کے صحابہؓ کے عمل پر عمل پیرا ہو کر اپنی زندگی گزاریں گے۔ نبی پاک حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سیرت کی پیروی کریں گے۔

(3) دین کی خدمت اور اسلام کے نظام کو نافذ کرنے کے لیے تن من دھن سے کوشش کریں گے۔

اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول کرے۔ آمین اور ہمارے مستقبل یعنی موت کے بعد کے امتحان میں کامیاب کرے اور ہمارے لیے جنت کے حصول کو آسان بنادے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رضا نصیب کرے اپنا دیدار نصیب کرے اور نبی پاک ﷺ کے ساتھ کھڑے ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

ضرورت رشتہ

☆ اردو اسپیکنگ خاندان کو اپنی بیٹی، عمر 36 سال، تعلیم بی اے، صوم وصلوٰۃ کی پابند، امور خانہ داری سے واقف کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0334-2329352

دعائے مغفرت

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْن

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، منفرد اسرہ لیہ کے ملتزم رفیق ہدایت اللہ کاہلوں وفات پاگئے

☆ حلقہ جنوبی پنجاب، وہاڑی کے رفیق محمد رمضان کی اہلیہ وفات پاگئیں

☆ ملتان کینٹ کے رفیق محمد امین کے ماموں وفات پاگئے

☆ ملتان شمالی تنظیم کے نقیب عبداللہ عامر کی ساس وفات پاگئیں

☆ حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم چھاؤنی کے معتمد رانا محمد سہیل انجم کے (شیر خوار) بیٹے کا انتقال ہوگیا۔ برائے تعزیت: 0321-8477002

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیم اسلامی پاکستان کے زیر اہتمام ملک بھر میں
استحکام پاکستان مہم کے حوالے سے مختلف حلقہ جات کے پروگراموں اور سرگرمیوں کی جائزہ رپورٹ ایک نظر میں

	تعداد ہینڈبل تقسیم	مظاہرے/ریلی	دینی و سیاسی شخصیات سے ملاقات	سیمینار/پروگرام	پول ہینگرز، سٹیکرز، بینرز، فلیکس	تقسیم بروشرز	تقسیم کتابچہ	ندائے خلافت خصوصی شمارہ	متفرق
لاہور شرقی	60000				1060	30000	500	1000	خط آئمہ کرام 500
لاہور غربی	50700	11	88	7	1784	46400	592	2100	بل بورڈز 2
مالاکنڈ	10000	3			290	5000	200	100	خط 500
خیبر پختونخوا جنوبی	10000	3	234		453	16000	600	300	
پنجاب شمالی	93000	7	327	1	2205		1770	1508	
اسلام آباد	30000		460	10	1315	30000	1500	7000	40 سٹینڈیز، 14 کیمپس
پنجاب پوٹھوہار	7000	15	95	5	465	8500	1000	300	
آزاد کشمیر	8000			3	255	9000	700	800	
گوجرانوالہ ڈویژن	23700	7	78	3	1291		759	2315	خطاب جمعہ 26 اسٹال 3
پنجاب شرقی	6500	8		1	1012	34700	890	640	خط 167 خطاب جمعہ 19 کیمپ 10
فیصل آباد	36000	1	350	11	290	18000	700	500	
سرگودھا	15000		145	2	106	3000	350	200	ملاقات وکلاء، اساتذہ 170 خطاب جمعہ 2
پنجاب جنوبی		50	360	116	900	175000	3000	3100	سٹال کیمپ 35
سکھر	14000		12	11	70	4000	80	100	
حیدرآباد	101	22	101	9	235	3500	1028	222	
کراچی شمالی	70000	96	134	57	1611	44000	3000	2000	
کراچی وسطی	78000	156	783		2142	68000	1000	2400	
کراچی جنوبی	31600	21	127	2	3235	42100	4082	465	کارنر میٹنگ 29، اسٹال 17، اسٹیکر 163
بلوچستان	3000	x	50	x	750	8000	300	63	
Total	546601	400	3344	238	19469	545200	22051	25113	

Allah's Promise is True

"In the Qur'ān we have explained things to people in myriad ways. But no matter what Sign you bring to them, those who are resolved upon denying the Truth will say: 'You are given to falsehood.' Thus does Allah seal the hearts of those who have no knowledge. Therefore, (O Prophet), have patience. Surely Allah's promise is true. Let those who lack certainty not cause you to be unsteady."

(Al Qur'ān – 30:58-60)

The believers should be so firmly anchored in their conviction that there should be no reason whatsoever for enemies to consider them so feeble hearted that they can be overpowered by the latters' hue and cry, cowed down by their campaigns of calumny and slander, demoralized by their taunts and ridicules, intimidated by their threats, overawed by their display of strength and by their persecution, or be tempted by their allurements.

Nor should the believers feel persuaded to make any compromise with enemies under the spell of any plea. On the contrary, such enemies should find the believers so vigilant as regards their objectives, so mature and deeply entrenched in their beliefs, so determined in their resolve, and so firm in their character that no threat can frighten them, nor can any price howsoever high cajole them, nor any danger, loss or suffering deflect them from their chosen path and nor can their religious faith ever be a matter of bargain. This is thanks to the Qur'ān's consummate eloquence: "Let those who lack certainty not cause you unsteady."

Show Mercy to Fellows

"If you are merciful to your fellow beings, Allah will be merciful to you in the Heaven."

(Muslim)

"Whoever alleviates the sufferings of a Muslim, Allah will lighten his gloom."

(Bukhari and Muslim)

Islam gives utmost importance to service to humanity. It teaches the believers to alleviate the sufferings of fellow beings. This act of caring for others is elevated on par with worship to Allah *(SWT)*. If anyone of our fellow beings falls sick or suffers from some ailment, this eventuality throws dual responsibility on our shoulders. One is submission unto the Will of Allah *(SWT)*, the Exalted *(SWT)*. And the other responsibility is to have deep sense of service to humanity at large. The sick belong to the strata of society which is depraved, emaciated and utterly helpless, and as such deserves our highest sympathies. They attract our deep sympathies for the prime reason that not only are they incapable of rendering any help to others but are also themselves dependent on and deserving of others' help. Therefore, it becomes the foremost duty of a Muslim to look after them, and to care and nurse them with due care and compassion.

Courtesy: ***http://radianceweekly.in/***

Vol: 27 Regd. No. C.P.L NO.114 No.17

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore